بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

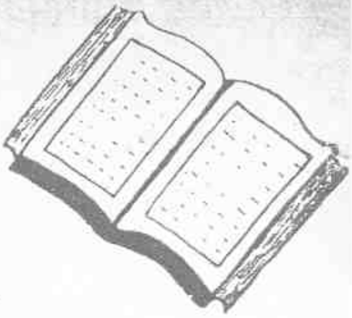

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

مارچ ۱۹۶۲ء

الفرقان

(۱) فضائلِ قرآن مجید بیان کرنے والا (۲) غیر مسلموں یعنی آریوں، عیسائیوں اور بہائیوں کے قرآن مجید پر اعتراضات کا جواب دیکر انہیں دعوتِ اسلام دینے والا — (۳) باشندگانِ پاکستان کو عربی زبان سکھانے والا (۴) مستشرقین کے خیالات پر تحقیقی تبصرہ کرنے والا ماہنامہ!

سالانہ چندہ چھ روپے

قیمت فی رسالہ
۶۳ نئے پیسے

ایڈیٹر
ابو العطاء جالندھری

حضرت نواب محمد عبداللہ خانصاحب مرحوم رضی اللہ عنہ

حضرت نواب صاحب موصوف ریاست مالیر کوٹلہ کے حکمران خاندان کے ایک نجیب اور ممتاز فرد تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ فخر بخشا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رشتہ دامادی کی سعادت رکھتے تھے۔ نہایت باوقار، انتہائی متواضع، اور غرباء کے بےحد ہمدرد بزرگ تھے۔ سلسلہ احمدیہ کی عظیم خدمات، علم دوستی، اور اپنے ذاتی اوصاف کے باعث جماعت کے سب افراد میں نہایت محبوب تھے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات جنت الفردوس میں بلند فرمائے۔ آمین

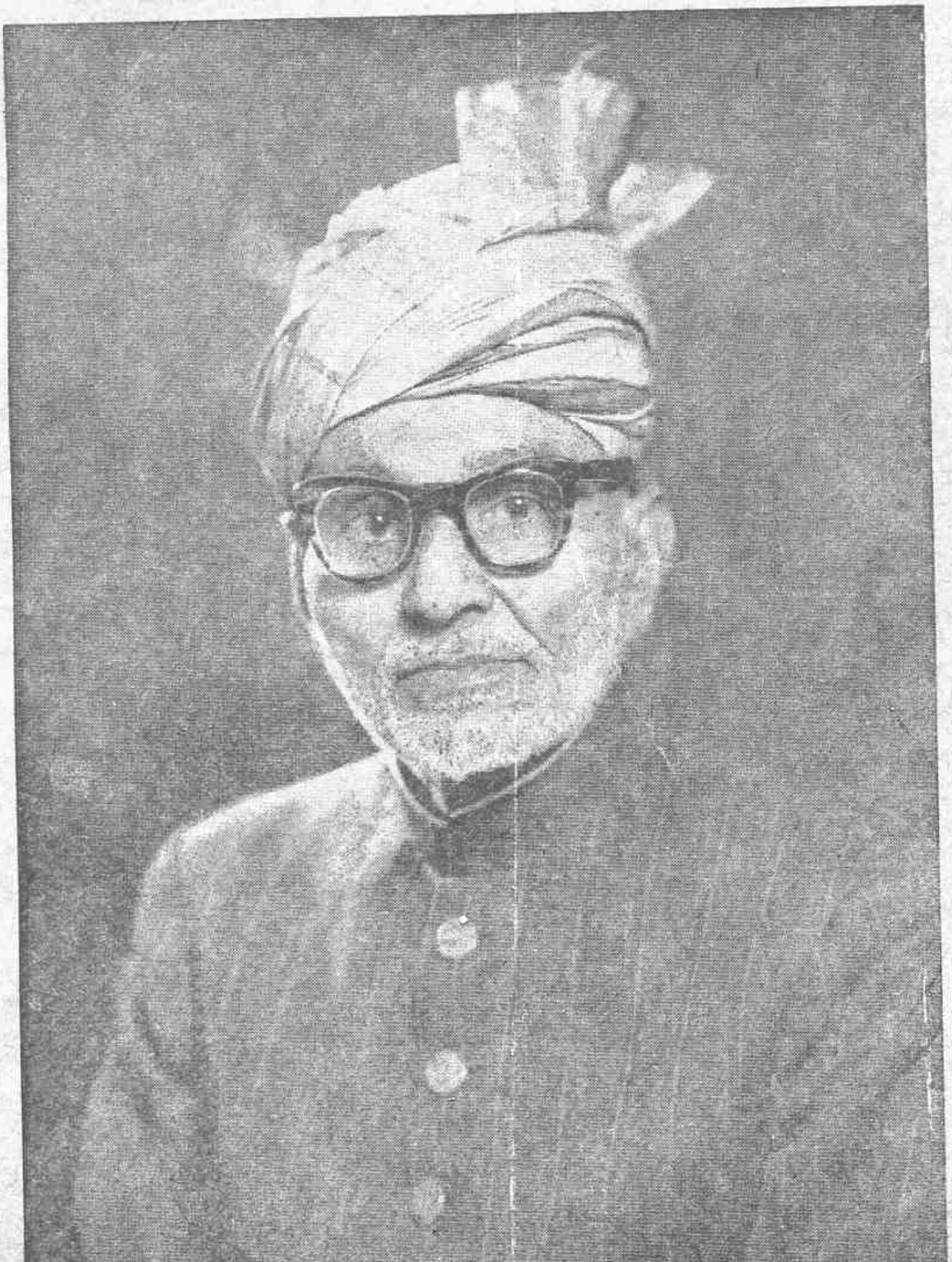

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعالمین نذیرا

اے بے خبر! بہ خدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں بیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند
(حضرت مسیح موعودؑ)

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

جلد ۱۲ — یعنی مذاہب عالم پر نظر — شمارہ ۳

شعبان ۱۳۸۱ ہجری
مارچ ۱۹۶۲ عیسوی

سالانہ بدل اشتراک پیشگی
• پاکستان و بھارت۔ چھ روپے
• دیگر ممالک۔ تیرہ شلنگ

(ایڈیٹر)
ابو العطاء جالندھری

تاریخ اشاعت
ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ مقرر ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۲ | الفرقان ربوہ | شمارہ ۳
شعبان ۱۳۸۱ھ — مارچ ۱۹۶۲ء

فہرست مندرجات

۱- ہما رامسافر کے روزہ کے متعلق قرآنی حکم ("تفہیم الحدیث" کے اعتراض کا جواب)	ایڈیٹر	ص۲
۲- حضرت شیخ عبد اللہ دین صاحب کی رحلت	"	ص۸
۳- التبیان (سورۃ آل عمران ع ۱۷ کا سلیس ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹ)	ابوالعطاء	ص۹
۴- درس الحدیث (عید الفطر کے متعلق چند احادیث نبویہ)	ادارہ	ص۱۴
۵- اسلام کی حقیقت کیا ہے؟	کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	ص۱۵
۶- منزلِ عشق (فارسی نظم)	حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام	ص۱۶
۷- کتاب مقدس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں	جناب مولوی سید احمد علی صاحب فاضل مربی سلسلہ احمدیہ	ص۱۷
۸- تضمین بر کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام	جناب سید شاہ محمد صاحب سیفی کشمیر	ص۲۱
۹- قرآن مجید کا اعجاز	جناب صوفی محمد اسحٰق صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ	ص۲۲
۱۰- کیا بنی اسرائیل کا داخلہ یروشلم جائز تھا؟	جناب مولوی عبد اللطیف صاحب فاضل بہاولپوری	ص۲۵
۱۱- حضرت مسیح کی آمد ثانی کی انجیلی علامات اور ان کا ظہور	جناب مولوی محمد اجمل صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ	ص۲۷
۱۲- آمد مسیح موعودؑ (نظم اردو)	جناب سید فیض احمد صاحب فیض ڈھاکہ	ص۳۱
۱۳- اُمتِ محمدیہ کا مسیح اور مہدی ایک ہی وجود ہے۔	جناب مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا مولوی فاضل	ص۳۲
۱۴- عزمِ جواں (نظم)	جناب فیض احمد صاحب اسلم سب جج مردان	ص۳۴
۱۵- کتابت و طباعت کی غلطیاں	جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی قادیان	ص۳۵
۱۶- حضرت مجدد الف ثانیؒ کے زمانہ اسیری کے ایمان افروز مکاتیب	ماخوذ	ص۳۸
۱۷- جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا اعتراف	.. .. ..	ص۴۲

ضروری اعلان

القولُ المبین فی تفسیر خاتم النبیین

جناب مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے اپنے رسالہ ترجمان القرآن (فروری ۱۹۶۲ء) میں آیت خاتم النبیین کی تفسیر لکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کے عقیدہ اُمتی نبوت کے جاری رہنے کی تردید کی بالتفصیل کوشش فرمائی ہے۔ اس مفصل مقالہ کو اہمیت دیکر ہفت روزہ "ایشیا" نے بھی شائع کیا ہے۔ جناب مودودی صاحب کے اس مضمون کا مفصل اور یکجائی مدلل جواب انشاء اللہ تعالیٰ الفرقان کی اشاعت اپریل ۱۹۶۲ء میں شائع ہوگا۔ قارئین انتظار فرمائیں۔

(ایڈیٹر)

(طابع و ناشر:- ابوالعطاء جالندھری ٭ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

ادارية

بیمار اور مسافر کے لئے روزہ کے متعلق قرآنی حکم

سلف صالحین کا مسلک اور حضرت حکم عدل مسیح موعودؑ کا فیصلہ

اخبار "تنظیم اہلحدیث" کے غلط اعتراض کا مدلل جواب

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کامل شریعت اور نہایت **پُرحکمت** کتاب ہے۔ اس کی ہر آیت اور اس کا ہر لفظ اپنے اندر حقائق و معارف کا بحرِ زخار رکھتا ہے۔ اتنی مختصر سی کتاب میں تمام انسانوں اور تمام زمانوں کے لئے احکام و اوامر کا جمع کر دینا ایک **عظیم معجزہ** ہے۔ اسی لئے اس پر تدبر اور غور کرنے کا حکم ہے۔ کیونکہ اس کے اندر باریک در باریک رنگ میں عجیب و غریب نکات کے خزانے مخفی ہیں جن تک رسائی کے لئے تقویٰ و طہارت کے ساتھ محنت اور تدبر کی بھی ضرورت ہے۔ فرمایا اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعہ) یہ یقیناً پڑھی جانے والی باعزت کتاب ہے، پوشیدہ صحیفوں میں موجود ہے اسے پاکیزہ لوگ ہی پورے طور پر سمجھ سکتے ہیں۔

قرآن مجید کی احکام سے متعلق حکمت بالغہ پر مشتمل آیات میں سے ایک آیت فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سورہ بقرہ آیت ۱۸۳ و ۱۸۵ میں دو مرتبہ ذکر فرمایا ہے۔ پہلی آیت میں جب روزوں کا حکم بیان فرمایا تب یہ الفاظ بیان فرمائے اور دوسری آیت میں جب معین مہینہ رمضان المبارک کے روزوں کے رکھنے کا حکم دیا تب پھر یہ الفاظ دہرائے۔ ان الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ "تم میں سے جو بیمار ہو یا سفر پر ہو اس کے ذمہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنی فرض ہے"۔ اس حکم کا دوبارہ ذکر کرنا بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اس میں شریعت کے ایک عظیم مسئلہ کا بیان ہے۔

کتب تفاسیر میں لکھا ہے کہ اس آیت کے بارے میں مفسرین میں ابتداء ہی سے اختلاف ہوا ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ اس آیت میں بیمار اور مسافر کے لئے واجب قرار دیا گیا ہے کہ وہ رمضان کے ان ایام کے روزے نہ رکھیں جن میں وہ بیمار ہوں یا سفر پر ہوں اور بیماری کے بعد اور سفر سے واپسی پر ان ایام کی تعداد کے مطابق روزے رکھیں۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ آیت کی رو سے بیمار اور مسافر کو اجازت ہے کہ وہ اگر چاہیں تو بیماری اور سفر کے دنوں کے روزے

نہ رکھیں اور چاہیں تو رکھ لیں۔ نہ رکھنے کی صورت میں ان پر دوسرے ایام میں اسی تعداد کے مطابق روزے رکھنے **فرض ہوں گے۔**

ہم بغرض اختصار اس جگہ حضرت امام فخر الدین رازیؒ کی تفسیر کبیر سے اقتباس درج کرتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

"ذهب قوم من علماء الصحابة الى انه يجب على المريض و المسافر ان يفطرا و يصوما عدة من ايام اخر وهو قول ابن عباس و ابن عمر۔ ونقل الخطابي في اعلام التنزيل عن ابن عمر انه قال لو صام في السفر قضى في الحضر و هذا اختيار داود بن علي الاصفهاني و ذهب اكثر الفقهاء الى ان الافطار رخصة فان شاء افطر و ان شاء صام۔ حجة الاولين من القرآن و الخبر اما القرآن فمن وجهين الاول انا ان قرأنا عدة بالنصب كان التقدير فليصم عدة من ايام اخر وهذا للايجاب ولو انا قرأنا بالرفع كان التقدير: فعليه عدة من ايام، وكلمة على للوجوب، فثبت ان ظاهر القرآن يقتضي ايجاب صوم ايام اخر فوجب ان يكون فطر هذه الايام واجبًا ضرورة انه لا قائل بالجمع (الحجة الثانية) انه تعالى اعاد فيها بعد ذلك هذه الآية ثم قال عقيبها (يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر) ولابد ان يكون هذا اليسر والعسر شيئًا تقدم ذكرهما وليس هناك يسر الا انه اذن للمريض والمسافر في الفطر وليس هناك عسر الا كونهما صائمين فكان قوله (يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر) معناه يريد منكم الافطار و لا يريد منكم الصوم فذلك تقرير قولنا۔ واما الخبر فاثنان الاول قوله عليه السلام "ليس من البر الصيام في السفر" لا يقال هذا الخبر وارد عن سبب خاص وهو ما روى انه عليه الصلاة والسلام مر على رجل جالس

تحت مظلة فسال عنه فقيل
هذا صائم اجهده العطش
فقال ليس من البرّ الصيام
فی السفر لأنا نقول العبرة
بعموم اللفظ لا بخصوص
السبب والثانی قوله عليه
الصلاة والسلام ' الصائم فی
السفر كالمفطر فی الحضر"
(تفسير كبير للرازی الجزء الخامس صـ۸۳
مطبوعہ مصر)

ترجمہ۔ علماء صحابہ کی ایک جماعت کا مذہب ہے کہ بیمار اور مسافر پر واجب ہے کہ وہ رمضان میں روزہ نہ رکھیں اور دوسرے دنوں میں رکھیں۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ کا یہی مذہب ہے۔ اعلام التنزیل میں الخطابی نے حضرت ابن عمرؓ کا قول روایت کیا ہے کہ اگر مسافر سفر میں روزہ رکھ لیگا تو بھی اسے حضر میں قضاء کرنی پڑے گی۔ داؤد بن علی الاصفہانی نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے۔ اکثر فقہاء اس طرف گئے ہیں کہ افطار کرنے کی اجازت ہے۔ اگر وہ چاہے تو افطار کرے اور چاہے تو روزہ رکھے۔

پہلے مذہب (یعنی وجوب) والوں کی قرآن و حدیث کی دلیل یوں ہے کہ قرآن مجید سے دو طرح سے استدلال ہوتا ہے۔ اوّل اگر آیت فعدة من ایام اخر میں عدة کی نصب والی قراءت کو لیا جائے تو معنے ہوں گے کہ مریض یا مسافر دوسرے دنوں میں روزے رکھے اور یہ صورت وجوب کے لئے ہے۔ اور اگر ہم رفع والی قراءت کو لیں تو تقدیر ہوگی فعليه عدة من ايام اخر اور ظاہر ہے کہ کلمۂ عَلٰی وجوب کے لئے ہے پس ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے ظاہری الفاظ یہی تقاضا کرتے ہیں کہ بیمار اور مسافر پہ دوسرے دنوں میں روزے واجب قرار دیئے جائیں پس ان کے لئے رمضان کے دنوں کے روزے نہ رکھنا بھی واجب ہوگا۔ کیونکہ دوسرے دنوں کے روزوں کے وجوب کے ساتھ رمضان کے روزوں کے وجوب کا کوئی بھی قائل نہیں۔ (دوسری دلیل) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو آگے چل کر دہرایا ہے اور اس کے بعد فرمایا ہے۔ یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ اب ضروری ہے کہ یسر اور عسر کا ذکر پہلے آیا ہو۔ اور آیات پر غور کرنے سے ماننا پڑے گا کہ اس سے پہلے یہی الیسر مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مریض اور مسافر کو رمضان کے ایّام کے روزوں کا پابند نہیں فرمایا۔ اور العسر سے مراد یہی ہو سکتی ہے کہ ان کو روزہ کا پابند کیا جاتا پس آیت یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر کے یہی معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تم سے چاہتا ہے کہ بیمار اور مسافر رمضان میں روزہ نہ رکھیں اور یہ نہیں چاہتا کہ روزہ رکھیں پس یہ ہمارے قول کی وضاحت

اور تائید ہے۔ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو قول ہیں (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے" اس حدیث پر یہ نہ کہا جائے کہ تو خاص موقعہ کے لئے ہے جبکہ روایت کے مطابق حضور علیہ السلام ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو چھتری کے سایہ تلے بیٹھا تھا آپ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا آپ کو بتایا گیا کہ یہ روزہ دار ہے اور پیاس سے تنگ ہے۔ تب حضورؐ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بے شک حضورؐ نے اس موقعہ پر ہی یہ فرمایا ہے* (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ (رمضان میں) سفر میں روزہ دار ویسا ہی ہے جیسا کہ ان دنوں حضر میں کوئی افطار کر دے۔"

تفسیر کبیر للرازی کے اس مفصل حوالہ سے ظاہر ہے کہ رمضان میں مسافر اور بیمار کے روزہ نہ رکھنے کے مذہب کی تائید قرآن و احادیث کی نصوص سے کی گئی ہے اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسے جلیل القدر صحابہ نے یہی مسلک اختیار کیا ہے۔ علامہ ابو حیان نے البحر المحیط میں لکھا ہے کہ:-

"نقل ذالک ابن عطیۃ عن عمر وابنہ عبد اللہ وعن ابن عباس ان الفطر فی السفر عزیمۃ ونقل غیرہ عن عبد الرحمٰن بن عوف الصائم فی السفر کالمفطر فی الحضر" (البحر المحیط جلد ۲ صفحہ ۳۲)

کہ ابن عطیہ نے حضرت عمرؓ، حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ سفر میں رمضان کا روزہ رکھنا عزیمت (ضروری تاکیدی بات) ہے۔ دوسروں نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ سے روایت کی ہے کہ رمضان میں سفر میں روزہ دار اسی مقام پر ہے جس پر حضر میں روزہ نہ رکھنے والا ہوتا ہے۔"

بلاشبہ یہ درست ہے کہ فقہاء میں سے ایک بڑے گروہ نے یہ مسلک بھی اختیار کیا ہے کہ بیمار اور مسافر اگر چاہیں تو رمضان کا روزہ رکھ سکتے ہیں البتہ ان کو روزہ چھوڑنے کی اجازت بھی ہے۔ غرض اُمت میں آیت کریمہ فعدۃ من ایام اخر کی دو تفسیریں کی جا رہی تھیں اور بیمار اور مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنے کو واجب اور رخصت قرار دینے والے دو الگ الگ گروہ بن گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں مسیح موعودؑ ظاہر ہوگا اور وہ حَکَم عدل ہوگا۔ تمام متنازعات میں اس کا فیصلہ ناطق ہوگا اور سب اُمت کو اس کی بات ماننی چاہیئے۔ مذکورہ بالا اختلاف کے حل کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے بیمار اور مسافر کے روزہ رکھنے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ:-

"جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ نجات فضل

* مگر اصول کے قاعدہ کے مطابق خاص موقعہ کی بجائے عمومیت الفاظ معتبر ہوتی ہے۔

ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا۔ بلکہ عام حکم ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔" (اخبار بدر ۱۷ راکتوبر ۱۹۰۷ء)

ہم نے حضرت حَکَم عدل کا یہ فیصلہ رسالہ الفرقان کی اشاعت جنوری فروری ۱۹۶۲ء میں اپنے مضمون "روحانیت کا موسم بہار" میں نقل کیا تھا۔ جیسا کہ قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ قرآن مجید کی روشنی میں حضرت حَکَم عدل مسیح موعود علیہ السلام کے اس فیصلہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا جاتا اور مسلمانوں کے اجتہادی تفرقہ کو مٹنے دیا جاتا اور اسلام کی روح پر عمل کیا جاتا مگر افسوس ہے کہ اہلحدیثوں کے اخبار "تنظیم اہلحدیث" نے شکر گزار ہونے کے بجائے طنز و طعن شروع کر دیا ہے۔ مدیر "تنظیم اہلحدیث" نے اس پر مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"دنیا جانتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ساری عمر اپنی مسیحیت اور انگریز کو اولی الامر ثابت کرنے اور آپکی اطاعت و غلامی کا اعلان کرنے میں گزری ہے۔ اسلامی مسائل سمجھنے یا ان پر غور کرنے کی ان کو فرصت ہی نصیب نہیں ہوئی لیکن مرزائی حضرات ازراہِ خوش فہمی ان کو مفتی بھی سمجھتے ہیں اور بعض دفعہ کسی اسلامی مسئلہ میں ان کا فتویٰ بھی پیش کر دیتے ہیں۔ اس کی تازہ مثال مرزائیوں کے ایک ماہنامہ الفرقان ربوہ بابت ماہ جنوری فروری ۱۹۶۲ء میں آئی ہے۔ ایڈیٹر رسالہ مولوی اللہ دتا جالندھری نے مریض اور مسافر کے روزہ کی بابت مرزا صاحب کا ایک فتویٰ شائع کیا ہے۔"

اور آگے مذکورہ بالا فتویٰ نقل کر کے اور جلالین سے ایات درج کر کے اخبار "تنظیم اہلحدیث" نے طنزاً لکھا ہے کہ:-

"یہ اس شخص کا فتویٰ ہے جو نبوت اور مسیحیت کا مدعی ہے۔ وہ اپنی عربی دانی پر بے حد فخر کرتا ہے۔ اس کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے الرَّحْمٰن علّم القرآن یعنی رحمٰن نے مجھے قرآن سکھایا لیکن اس قادیانی مسیح اور اسکے مریدوں کی عربی دانی اور قرآن فہمی کی حقیقت اور انتہا نہایت قابلِ رحم ہے۔

آخر پر لکھا ہے کہ:-

"مرزا صاحب کا فتویٰ **غلط** اور قرآن و حدیث کے **صریح خلاف** ہے۔" (تنظیم اہل حدیث لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۲ء)

مقامِ حیرت ہے کہ سیدھے سادے مسئلہ میں لایعنی اور فرضی باتوں کو درج کر کے بات کے بتنگڑ بنانے کے طریق کو اہلحدیث صاحبان ابھی تک ترک کرنے کیلئے تیار نہیں۔ انگریز ول

کی اطاعت اور ان کے اولو الامر ہونے کا بیمار اور مسافر کے روزہ کے فتویٰ سے کیا تعلق ہے؟ ہم سخت حیران ہیں کہ جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈوکیٹ اہلحدیث اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں انگریزوں کی اطاعت کو اسلام کے رُو سے لازم اور واجب قرار دے چکے تھے تو اہلحدیثوں کو اُن باتوں میں اب پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ مدیر "تنظیم اہلحدیث" یہ واضح رہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حَکَمْ عَدْل مانتے ہیں۔ "مفتی" تو ان کے خادم ہیں۔ باقی اگر آپ ابھی تک اس آسمانی نور کو شناخت کرنے سے معذور ہیں تو ؏ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ!

ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ جیسا کہ مندرجہ بالا تفسیری حوالجات سے بھی عیاں ہے علماءِ صحابہ میں سے حضرت عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے حق میں ہے اور اس مسلک کی تائید کرتا ہے جو ہمیشہ قرآن مجید پر تدبّر کرنے والے اور اسے ہر قول اور حدیث پر مقدم کرنے والے سلف صالحین کا مسلک رہا ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ مدیر "تنظیم اہلحدیث" اگر ذرا غور کریں گے تو انہیں اپنی عربی دانی کا ماتم کرنا پڑے گا اور اپنی قرآن فہمی پر کفِ افسوس ملنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حَکَمْ عَدْل ظاہر ہو چکا ہے۔ آخر دنیا کو اس کے فیصلہ جات کو تسلیم کرنا پڑے گا ایسا جلد ہو یا دیر سے مگر ہو گا ضرور۔ ادائل میں تو ہر نبی کے وقت کے علماء اپنے **ناقص علم پر نازاں** ہوا ہی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلما جاءتہم رسلہم بالبیّنٰت فرحوا بما عندہم من العلم وحاق بہم ما کانوا بہٖ یستہزءون (المؤمن آیت ۸۴) جب ان کے پاس ان کے رسول بیّنات لے کر آئے تو منکرین اپنے علم پر اترانے لگے اور استہزاء کو انہوں نے اپنا شیوہ اختیار کر لیا مگر آخر وہ گرفت میں آ گئے۔" وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین۔

حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحبؓ انتقال فرما گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

کاپی پریس میں جا رہی تھی کہ سکندر آباد (دکن) جماعت سے اطلاع ملی کہ ۲۶ر فروری کو حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب رضی اللہ عنہ رحلت فرما گئے ہیں۔ حضرت سیٹھ صاحب کی عمر قریباً نوّے سال تھی۔ آپ کافی کمزور ہو گئے تھے۔

حضرت سیٹھ صاحب جنوبی ہند میں جماعت احمدیہ کے ایک ستون اور اشاعتِ اسلام کا ایک وسیع ادارہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مال بھی دیا اور پھر اسے اشاعتِ دین میں خرچ کرنے کا انشراح بھی عطا کیا تھا۔ صدہا غریب، یتامیٰ اور مسکینوں کی پرورش کی آپ نے ذمہ داری لے رکھی تھی۔ احمدیت کے پھیلانے کے لئے انہیں عاشقانہ جنون تھا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیٹھ صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ (مفصل آئندہ)

آلِ عمران ع ۱۲

البَیَانُ

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ، مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ

اے مسلمانو! تم وہ بہترین اُمت ہو جو سب انسانوں کے فائدہ کے لئے پیدا ہوئے ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو

بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ

اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ

اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آئیں تو ان کے لئے نہایت مفید ہوگا۔ ان میں سے کچھ

الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ

مومن ہیں مگر ان کی اکثریت فاسق اور بدعہد ہے ۔ وہ تم کو کوئی قابلِ ذکر مضرت نہیں پہنچا سکیں گے ہاں

تفسیر:-

اس رکوع میں پہلی بات تو یہ بیان ہوئی ہے کہ اُمتِ محمدیہ تمام اُمتوں سے **افضل** اور **بہترین اُمت** ہے۔ اور یہ اس لئے کہ اس کے ذمہ ساری دنیا کی اصلاح کرنا اور ان کو فائدہ پہنچانا ہے۔ **امر بالمعروف** اور **نہی عن المنکر** بہترین کام ہے اور یہی مسلمانوں کا **اصل کام** ہے اور یہی **وجہِ فضیلت** ہے۔

دوسری بات یہ بیان ہوئی ہے کہ اہل کتاب، یہود و نصاریٰ نیز دیگر مدعیانِ شریعتِ سماوی گروہ مسلمانوں

أَذًى ؕ وَإِنْ يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ قف ثُمَّ لَا

زبانی ایذا رسانی کرتے رہیں گے۔ اور اگر انہوں نے تم سے جنگ کی تو تمہارے سامنے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے اور پھر ان کی

يُنْصَرُونَ ○ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا

مدد نہ کی جائے گی۔ وہ جہاں کہیں ہوں گے ان پر ذلت پڑتی رہے گی بجز اس کے کہ وہ

إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ

اللہ کی رسّی (سچے دین) کو قبول کرلیں اور لوگوں کی رسّی (سیاسی امداد) کو پکڑ لیں۔ یہ اہل کتاب اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق

مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

ہوگئے ہیں اور اب ان پر مسکنت ڈال دی گئی ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ وہ

كَانُوا يَكْفُرُونَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ

لوگ آیاتِ الٰہیہ کا انکار کرتے رہتے ہیں اور ناحق طور پر انبیاء کو قتل کرنے یا قتل کرنے کی کوشش کرتے

حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوا يَعْتَدُوْنَ ○ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ

رہتے ہیں۔ یہ اس باعث ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ سب اہل کتاب (برائی میں) یکساں نہیں

مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ أُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ

ان میں سے ایک جماعت ایسے لوگوں کی بھی ہے جو رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی

سے سدا برسرِ پیکار رہیں گے مگر مسلمان اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نصرت سے ان کے ضرر سے ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔ سچے مسلمانوں سے یہود کا جنگ میں بھی شکست کھائیں گے۔

تیسری بات یہود کے مستقبل کے متعلق ذکر ہوئی ہے۔ یعنی ان پر قومی بدلیوں کے باعث دائمی ذلت ہے جس سے صرف اسی وقت نکل سکتے ہیں جب وہ دینِ اسلام کو قبول کرلیں یا دنیا کی کسی اور قوم کی سیاست میں اسکے حاشیہ بردار

آنَآءَ الَّیْلِ وَھُمْ یَسْجُدُوْنَ ○ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ

آیات کی تلاوت کرتے ہیں ۔ وہ اللہ تعالیٰ اور آخری دن پر

الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ

ایمان لاتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں

الْمُنْکَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ ط وَاُولٰٓئِکَ مِنَ

اور نیک کام بجا لانے میں جلدی کرتے ہیں ۔ یہ لوگ نیکوکاروں

الصّٰلِحِیْنَ ○ وَمَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّکْفَرُوْہُ ط وَ

میں سے ہیں ۔ یہ جو بھی نیکی کریں گے اس کے بدلہ سے محروم نہ ہوں گے ۔

اللّٰہُ عَلِیْمٌ بِالْمُتَّقِیْنَ ○ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ

اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو خوب جاننے والا ہے ۔ یقیناً کفر کرنے والوں کو ان کے اموال اور اولاد ان

عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا ط وَ

اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کچھ بھی فائدہ نہ دیں گے ۔

اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ○ مَثَلُ

وہ لوگ جہنمی ہیں ۔ اور جہنم میں بہت لمبے عرصہ تک رہنے والے ہیں ۔

بن جائیں ۔ چنانچہ اب جو عارضی طور پر مسلمانوں کی بداعمالیوں کے باعث اسرائیل کی سلطنت قائم ہوئی ہے یہ بھی امریکہ اور برطانیہ کی حاشیہ برداری کا نتیجہ ہے ۔

چوتھی بات یہ ذکر ہوئی ہے کہ بڑے بڑے جرائم کے ارتکاب تک تب ہی نوبت پہنچتی ہے جبکہ انسان پہلے عادی طور پر چھوٹی نافرمانیاں کرتا جاتا ہے اور توبہ نہیں کرتا ۔ یہود اسی طریق پر قتلِ انبیاء تک کی کوشش کے مرتکب ہوئے تھے ۔

مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ

اس ورلی زندگی میں وہ جو خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس ہوا کی طرح ہے

فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

جس میں سخت سردی ہو۔ وہ ہوا اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کی کھیتی تک پہنچتی ہے اور

فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ

اسے تباہ کردیتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود اپنی جانوں پر

يَظْلِمُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً

ظلم کرتے تھے۔ اے ایماندارو! اپنے غیروں کو اپنے رازدار مت

مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ

بناؤ وہ تمہاری تباہی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ وہ پسند کرتے ہیں کہ تم تکلیف میں مبتلا ہو جاؤ۔

بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ

ان کے منہ کے الفاظ سے ان کی دشمنی کھل گئی ہے۔ اور جو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں وہ بہت

اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

بڑھ کر ہے۔ ہم نے تمہارے لئے اپنے احکام کھول کر بیان کر دیئے ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو۔

پانچویں بات یہ بتائی کہ موجودہ یہود میں بھی سب لوگ یکساں نہیں ہیں کسی قوم میں سارے بُرے نہیں ہوتے جب عام مذمت کی جاتے تو اچھے لوگوں کا **استثناء** بھی ضروری ہوتا ہے۔ **اُمَّةٌ قَائِمَةٌ** کے متعلق مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں میں نئے مسلمان ہوجانے والوں کا ذکر ہے۔

چھٹی بات یہ فرمائی کہ نیکیوں میں دوسروں سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ

هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ

خبردار تم تو وہ لوگ ہو جو اُن سے محبت کرتے ہو مگر وہ تم سے محبت نہیں رکھتے۔ اور تم جملہ

بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ج وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ق وَاِذَا خَلَوْا

کتابوں پر ایمان لاتے ہو۔ اور وہ جب تم سے ملتے ہیں تو مُنہ سے کہدیتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لائے۔ اور جب خلوت

عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ط قُلْ مُوْتُوْا

میں جاتے ہیں تو غصہ سے تم پر دانت پیستے ہوئے انگلیوں کے پوروں کو کاٹتے ہیں ان سے کہہ دے کہ تم اپنے

بِغَيْظِكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ اِنْ

غصہ میں مر جاؤ۔ اللہ تعالےٰ سینوں کی سب باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اے مومنو! اگر

تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ز وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ

تم کو آرام یا کامیابی حاصل ہوتی ہے تو ان کو ناگوار ہے۔ اور اگر تم کو دُکھ پہنچے تو اس پر

يَّفْرَحُوْا بِهَا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ

وہ خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر تم صبر کروگے اور تقویٰ سے کام لوگے تو ان کی ساری تدبیریں تمہیں

۱۲ ع۱۱ ۳ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ط اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ○

کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکیں گی۔ اللہ تعالےٰ ان کے کاموں کا احاطہ کرنے والا ہے۔

کسی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔

ساتویں بات اسلام کے مقابلہ کے لئے معاندین کی کوششوں کو بے نتیجہ اور مہلک قرار دیتے ہوئے بتلایا کہ جس طرح تُند اور شدید سرد ہوا سے کھیتیاں تباہ ہو جاتی ہیں اسی طرح ان ظالموں کی کوششیں اکارت جائیں گی ؛

درس الحدیث

عید الفطر کے متعلق چند احادیث نبویہ

(۱) عن انس قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لا یغدو یوم الفطر حتّی یأکل تمرات ویأکلهن وترًا (البخاری)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن گھر سے کچھ کھجوریں کھا کر عید کے لئے جایا کرتے تھے اور حضورؐ طاق تعداد میں کھجوریں تناول فرماتے تھے۔

مسئلہ۔ مسنون طریق یہ ہے کہ عید الفطر کو جانے سے پہلے کچھ کھانا چاہیئے۔

(۲) عن جابر قال کان النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا کان یوم عید خالف الطریق۔

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن عید گاہ کو جانے کے لئے اور واپسی کے لئے علیحدہ علیحدہ راستہ اختیار فرماتے تھے۔

مسئلہ۔ مسنون طریق یہ ہے کہ عید کو جاتے اور آتے ہوئے امکان بھر راستہ تبدیل کیا جائے۔ درحقیقت یہ عمل میں بہتر تبدیلی پیدا کرنے کے لئے اشارہ ہے۔

(۳) عن ابن عباس انّ النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی یوم الفطر رکعتین لم یصلّ قبلهما ولا بعدهما (البخاری ومسلم)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ عید الفطر کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز عید ادا فرمائی۔ ان دو رکعتوں سے پہلے یا پیچھے حضورؐ نے اور کچھ نہیں پڑھا۔

مسئلہ۔ عید کے مقام پر اس دن سوائے دو رکعت نماز عید کے کوئی نوافل نہیں پڑھے جاتے۔

(۴) عن جابر بن سمرة قال صلّیت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم العیدین غیر مرّة ولا مرّتین بغیر اذان ولا اقامة (مسلم)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک یا دو مرتبہ نہیں بلکہ بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید الفطر اور عید الاضحی پڑھی ہیں مگر ہمیشہ بغیر اذان اور بغیر اقامت کے۔

مسئلہ۔ عید کی نماز کے لئے اذان یا اقامت نہیں کہی جاتی۔

(۵) عن ابن عمر قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وابو بکر وعمر یصلّون العیدین قبل الخُطبة (البخاری ومسلم)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ ہمیشہ عید کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

مسئلہ۔ خطبہ عید کا نماز عید کے بعد ہونا مسنون ہے۔ جمعہ کی طرح نہیں کہ خطبہ پہلے ہو اور نماز جمعہ بعد میں۔

(۶) عن کثیر بن عبد اللہ عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کبر فی العیدین فی الاولیٰ سبعًا وفی الآخرة خمسًا قبل القرأة

(الترمذی)

حضرت کثیرؓ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عیدوں کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہتے تھے اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

مسئلہ۔ یہ تکبیریں عیدین کے موقعہ پر خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے اظہار کے لئے مقرر ہیں۔

(۷) عن ابی ہریرة انہ اصابہم مطر فی یوم عید فصلی بہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰة العید فی المسجد (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عید کے دن بارش تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مسجد میں نماز عید پڑھائی۔

مسئلہ۔ عام حالات میں نماز عید کھلے میدان میں پڑھی جاتی ہے ضرورت کیلئے مسجد میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسلام کی حقیقت کیا ہے؟

"خدا تعالیٰ کی راہ میں زندگی کا وقف کرنا جو حقیقتِ اسلام ہے دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کو ہی اپنا معبود اور مقصود اور محبوب ٹھہرایا جاوے اور اسکی عبادت اور محبت اور خوف اور رجا میں کوئی دوسرا شریک باقی نہ رہے۔ اور اسکی تقدیس اور تسبیح اور عبادت اور تمام عبودیت کے آداب اور احکام اور اوامر اور حدود اور آسمانی قضا و قدر کے امور بدل و جان قبول کئے جائیں اور نہایت نیستی اور تذلل سے ان سب حکموں اور حدوں اور قانونوں اور تقدیروں کو بارادت تام سر پر اٹھا لیا جاوے اور نیز وہ تمام پاک صداقتیں اور پاک معارف جو اس کی وسیع قدرتوں کی معرفت کا ذریعہ اور اس کی ملکوت اور سلطنت کے علوِ مرتبہ کو معلوم کرنے کے لئے ایک واسطہ اور اس کے آلاء اور نعماء کے پہچاننے کے لئے ایک قوی رہبر ہیں بخوبی معلوم کر لی جائیں۔ دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کی یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور باربرداری اور سچی غمخواری میں اپنی زندگی وقف کر دی جاوے۔ دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے دکھ اٹھاویں اور دوسروں کی راحت کے لئے اپنے پر رنج گوارا کر لیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

منزلِ عشق

بارگاہِ ربّ العزّت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عاشقانہ مناجات

قربانِ تست جانِ من اے یارِ محسنم — با من کدام فرق تو کردی کہ من کنم
ہر مطلب و مراد کہ میخواستم ز غیب — ہر آرزو کہ بود بخاطر معیّنم
از جُود دادۂ آں مدّعائے من — و از لطف کردۂ گذرِ خود بمسکنم
ہیچ آگہی نبود ز عشق و وفا مرا — خود ریختی متاعِ محبّت بدامنم
ایں خاکِ تیرہ را تو خود اکسیر کردۂ — بود آں جمالِ تو کہ نمود است احسنم
ایں صیقلِ دلم نہ بزُہد و تعبّد است — خود کردۂ بلُطف و عنایات روشنم
صد منّتِ تو ہست بریں مشتِ خاکِ من — جانم رہینِ لُطفِ عمیمِ تو ہم تنم
سہل است ترکِ ہر دو جہاں گر رضائے تو — آید بدست اے پنہ و کہف و مامنم
فصلِ بہار و موسمِ گُل نایدم بکار — کاندر خیالِ روئے تو ہر دم بگلشنم
چوں حاجتے بود بادیبِ دگر مرا — من تربیت پذیر ز ربِّ مہیمنم
زاں ساں عنایتِ ازلی شد قریبِ من — کامد ندائے یار ز ہر کوئے و برزنم
یا رب مرا بہر قدمم استوار دار — واں روز خود مباد کہ عہدِ تو بشکنم
در کوئے تو اگر سرِ عشّاق را زنند — اوّل کسیکہ لافِ تعشّق زند منم

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

"کتابِ مقدس" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں

(از جناب مولوی سید احمد علی صاحب فاضل لائلپور)

عیسائی صاحبان تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد "یہودی نبوت کا دورِ قدیم قریب الاختتام تھا" اور "یہودی قوم کے علاوہ غیر سامری بھی اس حقیقت کے قائل تھے کہ **نبی آخر الزمان کی آمد قریب ہے**" گویا **"وہ نبی"** اور **"عہد کا رسول"** جلد آنے والا ہے جس کی خبر نہ صرف حضرت موسیٰؑ نے (استثناء باب ۱۸-۱۸-۲۲ میں) دی تھی بلکہ "ملاکی نبی" نے بھی بالفاظِ ذیل یاددہانی کرائی کہ:-

"دیکھو میں **اپنے رسول** کو بھیجوں گا
اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست
کرے گا اور وہ خداوند جس کی تلاش
میں تم ہو ہاں **عہد کا رسول** جس سے
تم خوش ہو وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آئیگا۔
دیکھو وہ یقیناً آئے گا۔ ربّ الافواج
فرماتا ہے" (ملاکی باب ۳۔ آیت ۱)

حضرت موسیٰؑ اور دیگر بنی اسرائیلی نبیوں کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے **"وہ نبی"** کا اتنی شدت سے انتظار تھا کہ حضرت مسیحؑ کی بعثت کے وقت یہودیوں نے حضرت یوحنا (یحییٰؑ) سے پوچھا کہ:-

"اگر تو نہ مسیح ہے نہ ایلیا نہ وہ نبی تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟" (یوحنا ۱/۲۵)

انجیل یوحنا کے اِس بیان سے ظاہر ہے کہ یہودی اُس وقت تین اشخاص کی آمد کے منتظر تھے۔ سو عیسائی صاحبان کے لئے اب یہ امر قابلِ غور ہے کہ اگر حضرت عیسیٰؑ کی آمد سے **مسیح** کی اور یوحنا کی آمد سے **ایلیاہ** کی آمد کی پیشگوئی پوری ہو چکی ہے تو **"عہد کا رسول"** اور **"وہ نبی"** کی پیشگوئی کا مصداق کون ہے؟ اور یہ اہم خبر کیونکر پوری ہوئی؟ یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے **"وہ نبی"** والی پیشگوئی کا مصداق اپنے آپکو کبھی قرار نہیں دیا۔ اور اگر عیسائی ان کو **نبی اور رسول** مان لیں تو ان کا "الوہیتِ مسیح" کا عقیدہ ختم ہو جائے گا۔
دوسرے انجیل سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پطرس وغیرہ حواری جنابِ مسیحؑ کے بعد بھی **"وہ نبی"** کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے منتظر تھے (ملاحظہ ہو اعمال ۳/۲۱-۲۴، ۷/۳۷)۔ اور کیوں نہ ہوتا جبکہ خود مسیح ناصریؑ نے یہ فرما دیا تھا کہ:-

(ا) "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا
تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر
میں نہ جاؤں تو وہ مددگار[1] تمہارے

[1] مراد "وکیل یا شفیع" ہے۔ (حاشیہ بائبل ۱۹۲۲ء/۱۹۵۵ء)

پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اُسے
تمہارے پاس بھیجدوں گا" (یوحنا ۱۶/۷)

(ب) "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اسلئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا" (یوحنا ۱۶/۱۲-۱۴)

گویا وہ "شفیع" اور "عہد کا رسول" حضرت مسیح کے بعد آئے گا جو اپنے ساتھ "تمام سچائی کی راہ" یعنی کامل تعلیم لائے گا اور وہ خدا کا الہام اور شرعی کلام خدا کے لفظوں میں سُنائے گا۔ اس کی کتاب حقیقی معنی میں "کلام اللہ" ہوگی اور وہ حضرت مسیح کو یہودیوں کے الزامات اور بہتانات سے بری قرار دیکر انکی نبوت اور عزت و جلال کو قائم کرے گا۔ علاوہ ازیں جناب پولوس نے مسیحی تعلیم کے "ناقص" ہونے اور "کامل" کے آئندہ آنے کا ان لفظوں میں اظہار و اقرار کیا ہے کہ:۔

"ہمارا علم ناقص ہے اور ہماری
نبوت ناتمام۔ لیکن جب کامل آئے گا
تو ناقص جاتا رہے گا"

(۱۔کرنتھیوں ۱۳/۹-۱۰)

سوم ہم عیسائی صاحبان کو بشارت دیتے ہیں کہ حضرت موسیٰ، ملاکی نبی، مسیح ناصری اور پولوس کی مذکورہ بالا پیشگوئیوں کے مصداق سیدنا حضرت **محمد رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کے ذریعہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم (المائدہ ع) میں **کامل شریعت** لانے اور آیت کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً (المزمل ع) میں "**موسیٰ کی مانند نبی**" ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ کیونکہ:۔

۱۔ جب بنی اسرائیل نے خدا کا کلام شریعت سُننے سے انکار کر دیا (خروج ۲۰/۱۹، استثناء ۱۸/۱۴-۱۹) تو خدا تعالےٰ نے بطور سزا یہ فرمایا تھا کہ "**وہ نبی**" ان کے بھائیوں یعنی "**بنی اسماعیل**" میں سے ہوگا۔ لہذا اب صاحب شریعت نبی "بنی اسرائیل" میں سے کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔

۲۔ جناب مسیح نے نہ کبھی "موسیٰ" کی مانند" ہونے کا دعویٰ کیا اور نہ کتاب و شریعت لانے کا۔ بلکہ عیسائی عقیدہ کی رُو سے تو شریعت کو "لعنت" مانا جاتا ہے (گلتی ۳/۱۳)۔ مگر یسعیاہ نبی نے خدا سے علم پاکر پہلے سے یہ فرمایا تھا کہ:۔

"**میرا رسول** جسے میں بھیجوں گا
..... وہ **جو کامل** ہے ..... وہ
شریعت کو بزرگی دے گا اور
اسے عزت بخشے گا"

(یسعیاہ ۴۲/۱۹-۲۱)

سوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ شریعت

کو تزکیۂ نفوس اور تعلق باللہ کا موجب قرار دے کر "بزرگی" اور "عزت" بخشی گئی۔ اور آپ نے "**موسیٰ کی مانند**" اور **صاحب کتاب** ہونے کا بھی دعویٰ فرمایا۔

۳۔ حضرت موسیٰ کی پیشگوئی میں "**نبی**" اور ملاکی نبی کی کتاب میں "**رسول**" کے آنے کی خبر دی گئی ہے مگر عیسائی صاحبان مسیح ناصری کو "خدا" یا "خدا کا بیٹا" مانتے ہیں نہ کہ **نبی اور رسول**۔ اور اگر وہ مسیح کو نبی اور رسول مان لیں تو ان کو "الوہیت مسیح" سے انکاری ہونا پڑے گا۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں وحی الٰہی میں صاف لکھا ہے:-

"الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ
الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا
عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَ
الْإِنجِيلِ" (سورہ اعراف ع ۱۹)

یعنی آپ ہی وہ "**موعود نبی**" اور رسول ہیں جن کی پیشگوئی توراۃ و انجیل میں موجود ہے

۴۔ حضرت موسیٰ کی پیشگوئی میں ہے کہ خدا اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالے گا۔ (استثناء ۱۸/۱۸) لیکن اناجیل میں الہامی کلام ہونے کا کہیں دعویٰ نہیں کیا گیا۔ برخلاف اس کے قرآن کریم صریح طور پر اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○ (سورۃ النجم ع) کے لفظوں میں وحی الٰہی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

۵۔ حضرت موسیٰ کی پیشگوئی میں لکھا تھا کہ "جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا **وہ سب** اُن سے کہے گا۔" (استثناء ۱۸/۱۸) مگر جناب مسیح نے نہ صرف یہ کہ "**بہت سی باتیں**" کہی نہ تھیں بلکہ یہ فرمایا تھا کہ "**تمام سچائی کی راہ**" بتانے والا "**روح القدس**" اور "**شفیع**" میرے جانے کے بعد آئے گا (یوحنا ۱۶/۱۲-۱۳) سو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جو ساری دنیا کے لئے کامل تعلیم اور ہدایت لے کر حضرت مسیح کے بعد تشریف لاتے ہیں۔

۶۔ پھر لکھا تھا کہ "**وہ نبی**" خدا کی باتوں کو **خدا کا نام** لے کے کہے گا۔ (استثناء ۱۸/۱۹) یہ عظیم الشان علامت بھی صرف قرآن کریم کے ذریعہ پوری ہوئی ہے۔ جس کی ہر سورۃ سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یعنی اللہ تعالیٰ کا نام ہے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

۷۔ پھر اس عظیم الشان **موعود نبی** کی شناخت کا ایک نشان یوں بتلایا گیا تھا کہ اس کو دشمن قتل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے مگر جو نبی جھوٹا ہوگا وہ قتل کیا جائے گا (استثناء ۱۸/۲۰)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی فرمایا گیا "وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" (المائدہ ع) یعنی خدا تعالیٰ آپ کو دشمنوں کے منصوبوں اور قتل سے محفوظ رکھے گا چنانچہ تورات اور قرآن کریم کی پیشگوئی کے مطابق

آپ کے دشمن آپ کو قتل کرنے میں ناکام رہے۔ برخلاف اس کے حضرت مسیح کی نسبت یہودیوں کی طرح عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ آپ صلیب پر فوت ہو گئے۔

۸ - حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ "وہ میرا جلال ظاہر کرے گا" (یوحنا ۱۶/۱۴)۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت مسیح اور مسیحیوں پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے یہودی الزامات سے حضرت مسیح کی براءت کر کے آپ کو خدا کا صادق نبی ثابت کیا اور فرمایا "وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ" (نساء ع ۲۲) یعنی مسیح نہ صلیب پر مارے گئے اور نہ قتل کئے گئے۔ اس لئے آپ نہ تو یہود کے عقیدہ کے مطابق جھوٹے اور لعنتی ٹھہرے اور نہ عیسائیوں کے عقیدہ کے موافق دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہوئے۔ غرضیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر جناب مسیح کی عزت اور جلال کو قائم کیا ہے۔

۹ - حضرت موسیٰ کی پیشگوئی میں بتایا گیا تھا کہ "وہ نبی" "فاران" یعنی عرب کے علاقہ سے ظاہر ہوگا۔ (استثناء ۳۳/۲)۔ "فاران" کا عرب میں ہونا خود بائیبل نے واضح کیا ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ اسمٰعیلؑ اپنی والدہ ہاجرہؑ کے ساتھ "فاران کے بیابان میں رہا" (پیدائش ۲۱/۲۱) گویا "وہ نبی" اور "عہد کا رسول" اس علاقہ سے مبعوث ہوگا جہاں حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہؑ رہے تھے۔ اور یہ سب جانتے ہیں کہ وہ عرب کا ہی علاقہ ہے۔

۱۰ - پھر استثناء (۳۳/۲) میں لکھا ہے کہ "وہ نبی" دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی"۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف پُرجلال شریعت دی گئی بلکہ جب آپ نے مکہ کو فتح کیا تو اس عظیم الشان اور تاریخی موقعہ پر حضورؐ کے ہمراہ پورے دس ہزار[1] مقدس صحابہؓ کی جماعت موجود تھی۔ (بخاری جلد ۲ کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح)

الغرض "عرب" اور "بنی اسمٰعیل" میں سے آنیوالا "وہ نبی" اور "عہد کا رسول" سیدنا حضرت محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی افضلیت اور جن پر ایمان لانے کی اہمیت حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے ان شاندار لفظوں میں فرمائی کہ:-

"جو کوئی ابن آدم (یعنی مسیح) کے برخلاف کوئی بات کہے گا وہ تو اُسے معاف کی جائے گی مگر جو کوئی رُوح القدس (مراد "وکیل یا شفیع") کے برخلاف کوئی

---

[1] اس عظیم الشان اور واضح پیشگوئی کو مشتبہ کرنے کے لئے بعض بائیبلوں میں "دس ہزار" کی بجائے "لاکھوں" اور بعض میں "کروڑوں" کا لفظ کر دیا گیا ہے اور بعض میں سے یہ فقرہ ہی اُڑا دیا گیا ہے۔

بات کہے گا وہ اُسے معاف نہ کی جائیگی
نہ اس عالم میں نہ آنے والے میں۔"
(متی ۱۲/۳۲)
قرآن کریم نے بھی بنی اسرائیل کو اس پیشگوئی
کی طرف یوں توجہ دلائی ہے کہ:۔
"اے نبی ان کو کہہ دو۔ اے لوگو!
بتا دو تو سہی اگر یہ وحی (قرآنی) خدا
کی طرف سے ہوئی اور تم نے اس کا
انکار کر دیا (تو تمہارا کیا حال اور کیسا
انجام ہوگا؟) درآنحالیکہ بنی اسرائیل
کا ایک عظیم الشان گواہ (موسیٰؑ
بھی اس بات کی) گواہی دے چکا
ہے (کہ خدا تعالےٰ میری مانند ایک
نبی برپا کرے گا) وہ تو اسی وقت
ایمان لے آیا تھا مگر تم ابھی تک
تکبر سے کام لے رہے ہو۔ سنو
اللہ تعالےٰ ایسے ظالموں کی کبھی بھی
رہنمائی نہیں فرماتا۔"
(قرآن کریم پارہ ۲۶ رکوع ۱)
مبارک ہیں وہ لوگ جو "کتاب مقدس (بائیبل)
کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے "عہد کے
رسول" اور "وہ نبی" سیدنا حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قبول کرکے حضرت
موسیٰؑ اور دیگر نبیوں پر اپنے ایمان کا عملی ثبوت پیش
کرتے ہیں ✦

تضمین بر کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(از جناب سید شاہ محمدؐ صاحب سیفی۔ نیج بہارہ۔ کشمیر)

مرغوب و دل پسندِ من قالِ محمدؐ است
لیل و نہارِ من بخیالِ محمدؐ است
طبعم بوصفِ خُلق و خصالِ محمدؐ است
"جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است"

اے بے خبر بہ بُغض و عناد و اِبا مکوش
یک جُرعۂ زجامِ مصفّا بیا بنوش
مستِ نگاہِ یار شدہ خاطرم بجوش
"دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکان ندائے جمالِ محمدؐ است"

درسِ وفا و پئے بہ صراطِ ہُدیٰ دہم
تہدیدِ صفا و قوتِ دلِ غمزدا دہم
نہ آقائے خویش ہیچ نہ طرحِ جُدا دہم
"ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خُدا دہم
یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمدؐ است"

سیفیؔ بہائے شعرِ تو بہ از زبرجدی است
زاں رو کہ گشتہ وقفِ ہدایاتِ مُرشدی است
مرغِ دلم گرفتہ پئے از مرغِ ارشدی است
"ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدی است
ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است"

قرآن مجید کا اعجاز

(از جناب صوفی محمد اسحٰق صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ سابق مبلغ لائبیریا)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی باقی مخلوقات پر جن اشیاء کے ذریعہ فضیلت بخشی ہے ان میں سے دو اہم امور عقل اور نطق ہیں جو افہام و تفہیم کا ذریعہ ہیں۔ جن میں سے ایک کا فقدان دوسرے کو بھی کالعدم کر دیتا ہے۔ انسان انہی دو چیزوں سے اپنی سوسائٹی میں ممیز ہوتا ہے۔ اور منصب خطابت پر قبضہ کرتا ہے۔ عقل اور نطق کا درجہ اپنی اپنی حیثیت کے اعتبار سے اوّل اور دوم ہے۔ بغیر نطق کے انسان اشاروں وغیرہ کے ذریعہ اپنا مافی الضمیر ناقص طور پر ادا بھی کر سکتا ہے لیکن عقل کے بغیر تو انسان انسانیت کے مرتبہ ہی سے گر جاتا ہے اور اس پر سے اعتماد اُٹھ جاتا ہے۔ اس لئے عقل اور نطق میں توازن اور تطابق نہ صرف ضروری ہے بلکہ بہت ہی اہم ہے۔ جس طرح ایک انسان کے لئے اس کی ذاتی اور انفرادی زندگی میں اس کی عقل اور نطق کے درمیان توازن اور تطابق ضروری ہے بعینہٖ اسی طرح اس کے لئے بحیثیت مستفہم اور مجیب بھی عقل اور نطق میں تطابق اور تناسب ضروری ہے۔ اگر ایک مجیب ایک مستفہم کے سوال کا جواب اس کی عقل سے زیادہ بڑے انداز بیان میں دیتا ہے تو مستفہم کا اس سے استفادہ کرنا ایک محال چیز ہے۔ اسی طرح اگر ایک مجیب ایک عالم سائل کو بچوں کے پیرایۂ بیان میں مخاطب کرے گا تو وہ اپنے استخفاف کا خود سامان کرے گا۔ پس مجیب کا کلام کرتے وقت سائل کی عقل کو مدّنظر رکھنا اس کے کلام کو چار چاند لگا دیتا ہے اور جواب دیتے وقت سائل کی عقل کو مدّنظر نہ رکھنا فصیح و بلیغ کلام کو بھی قبیح و شنیع بنا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صاحب جوامع الکلم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تکلّموا النّاس علیٰ قدرِ عقولھم یعنی کلام کرتے وقت لوگوں کے معیارِ فہم (Level of understanding) کا ضرور لحاظ رکھا کرو۔ زمانۂ حاضر کے بعض مغربی مصنفین نے اس نکتہ کو خوب سمجھا ہے۔ اور اس وجہ سے جہاں وہ mature اور adult حلقوں میں مقبول ہیں، وہاں وہ بچوں کی دنیا میں بھی ایک خاص امتیازی پوزیشن کے مالک ہیں جیسے پروفیسر کارل لوئیس جس نے Alice in Wonderland وغیرہ کتب لکھی ہیں جو بچوں میں بڑی مقبول ہیں۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے لکھتے وقت اس بات کو خاص

طور پر مدّنظر رکھا کہ ہم کس Age کے گروپ کو خطاب کر رہے ہیں۔

مندرجہ بالا تمہید کا ماحصل یہ ہے کہ فنِ خطابت میں جہاں اسلوبِ بیان وغیرہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے وہاں مخاطب کے معیارِ عقل وفہم کا خیال رکھنا بھی لازمی چیز ہے جس کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اور جب ہم اس پہلو سے قرآن کریم کو جانچتے ہیں تو اس جہت سے بھی ہم قرآنی کلام کو ایک معجز نما کلام پاتے ہیں۔

اسلامی تعلیم کا لبِ لباب توحیدِ الٰہی ہے۔ یہی وہ محور ہے جس کے گرد باقی امور چکر لگاتے ہیں۔ دینِ اسلام اسی کی حفاظت اور بقاء کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اسی کو سمجھا کر دلوں میں راسخ کرنا دینِ اسلام کا مقصد ومدعا ہے۔ اسلام نے توحید ذاتِ باری کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے اور ہر قسم کے دلائل اس بارے میں دیئے ہیں۔ مخاطبین کی سمجھ کے لحاظ سے اسلام نے توحید کو دو رنگوں میں پیش کیا ہے۔ ایک فلسفیانہ اور عالمانہ رنگ ہے اور دوسرا سادہ اور عام فہم رنگ ہے۔

توحیدِ باری تعالیٰ کی ایک سادہ دلیل

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشدّ ذکراً یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسے یاد کرو جیسے تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ صحیح ہوگا کہ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ اے عربو! تم خدا کو ایسے ہی محبت اور ولولہ سے یاد کرو جیسے کہ تم سوق عکاظ میں اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کو فخریہ یاد کیا کرتے ہو لیکن قرآن مجید چونکہ عرب وعجم کو مخاطب کرنے والا ہے اسلئے غیر عربوں کو سوقِ عکاظ سے کیا علاقہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں توحیدِ باری کی ایک سادہ لیکن نہایت ہی مؤثر دلیل بیان کی ہے جس کا اگر تجزیہ کیا جائے تو وہ یہ ہے کہ اے لوگو! تم خدا کی توحید کو ایسے ہی عزیز سمجھو جیسے کہ تم اپنے باپوں کی توحید کے قائل ہو۔ دنیا میں کوئی بڑے سے بڑا بے حیا انسان بھی ایسا نہ ہوگا جو یہ کہے کہ میرا ایک باپ نہیں بلکہ دو باپ ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں یہ سمجھایا ہے کہ جس طرح کبھی کوئی غیور انسان اپنے باپ کی توحید میں شک وشبہ نہیں کر سکتا اسی طرح تم بھی توحیدِ الٰہی کے متعلق ایسی ہی غیرت کا مظاہرہ کرو اور دنیا کے ایک سے زیادہ خالق ہونے کو ایسا ہی ناممکن الوقوع سمجھو لیں۔ اس آیت میں توحیدِ الٰہی پر قرآن مجید نے ایک سادہ اور عام فہم دلیل بیان کی ہے جو اس طبقہ سے تعلق رکھنے والوں کے لئے بلاشبہ ایک قوی دلیل ہے۔

توحیدِ باری تعالیٰ کی ایک عالمانہ دلیل

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ قل لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا۔ اے رسول! لوگوں کو کہہ دے کہ اگر زمین وآسمان میں ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو یہ نظام ضرور مختل ہو جاتا۔

لیکن زمین و آسمان کے نظام کا مختل نہ ہونا بلکہ نہایت استحکام و مضبوطی سے چلتے چلے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس نظام کو چلانے والی فعّال اور بالا ارادہ ہستی صرف اور صرف ایک ہی ہے۔

اب اسی دلیل کی اگر تشریح کی جائے تو وہ یوں ہے کہ دنیا میں ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ کسی شعبہ کا انچارج یا کسی ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ اور دو اسلئے نہیں ہوتے کہ دو کے ہونے سے ایک طرف تو Policy میں گڑبڑ پیدا ہوتی ہے اور دوسری طرف ذمہ داری کی ادائیگی میں اگر کوئی کوتاہی ہو تو ایک دوسرے پر الزام لگا سکتا ہے۔ پس ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے اور Policy میں یکجہتی پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کسی شعبہ کا انچارج صرف ایک ہی رکھا جائے۔ اس لحاظ سے ہم اگر دنیاوی administration کا جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ تحصیل کا انچارج صرف ایک تحصیلدار ہوتا ہے نہ کہ دو۔ اس سے اوپر ایک ضلع کا انچارج بھی ایک ہی ہوتا ہے دو نہیں ہوتے۔ اس سے اوپر ایک کمشنری کا چارج بھی صرف ایک کمشنر کو دیا جاتا ہے۔ اس سے اوپر کے stage میں پورے صوبہ کی administration صرف ایک گورنر کے سپرد کی جاتی ہے۔ اور سب سے آخری اور اوپر کی stage میں صدرِ مملکت یا بادشاہ صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے توحید باری کی دلیل ان لوگوں کے لئے پیش کی ہے جو تعلیم یافتہ طبقہ کہلاتا ہے۔ یہ دلیل عام لوگوں کی سمجھ سے بالا ہے کیونکہ ان کی سمجھ صرف یہیں تک محدود ہے کہ جب کام زیادہ ہو تو پھر بانٹ لینا چاہیئے لیکن بانٹ لینے سے ذمہ داری کی ادائیگی میں جو خلل واقع ہوگا Policy میں جو دوغلاپن پیدا ہوگا اور سب سے بڑھ کر Coordination جیسی اساسی چیز کا جو فقدان ہوگا وہ ان کی سمجھ سے بالا ہے۔ یہ باتیں صرف عقلاء کو سمجھ آ سکتی ہیں۔

پس قرآن کریم نے توحید باری کو مندرجہ بالا دو آیتوں میں جس پیرایہ میں پیش کیا ہے وہ لوگوں کو ان کے Level of understanding کے مطابق مخاطب کرنے میں معجز نما ہونے پر شاہد ناطق ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن پاک کی مدح کرتے ہوئے فرمایا ہے ؎

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

خریدار حضرات سے

(۱) رسالہ کی تاریخ اشاعت ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ ہے اگر آپ کو زیادہ سے زیادہ دس دن بعد تک رسالہ نہ ملے تو ایک کارڈ لکھ کر مطلع فرماویں تا آپکو رسالہ بھی دوبارہ بھیجا جائے اور آپ کی چٹھی پوسٹ ماسٹر صاحب جنرل کو بھیجی جاوے۔

(۲) رسالہ کا چندہ ختم ہونے سے پہلے آئندہ سال کا چندہ بھیجکر دفتر کو اور خود کو پریشانی سے بچائیں۔ (مینیجر الفرقان)

کیا بنی اسرائیل کا داخلۂ یروشلم جارحانہ تھا؟

قرآن مجید کی ایک آیت پر اعتراض اور اسکا جواب

(جناب مولوی عبد اللطیف صاحب فاضل بہاول پوری)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ یا قوم ادخلوا الارض المقدّسة الّتی کتب اللّٰہ لکم (مائدہ آیت ۲۲) اس پر معترضین کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسرائیلی قوم کو ایک ایسے علاقہ میں داخل ہونے کا کیوں حکم دیا گیا جس پر ایک غیر قوم قانوناً اور سیاسۃً قابض اور متصرف تھی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی قوم اپنے علاقہ پر غیر قوم کا قبضہ خوشی سے برداشت نہیں کر سکتی تو کیا پھر بنی اسرائیل کا داخلہ جارحانہ حملہ کے ذریعہ ہوگا؟ ایک نبی کی موجودگی میں ایسی ظالمانہ حرکت کیونکر ممکن ہے؟

اس اعتراض کا جواب نہ پاسنے پر بعض علماء نے تو یہ کہہ دیا کہ اسرائیلی شریعت میں جارحانہ حملوں کی اجازت تھی۔ مگر یہ جواب نہ صرف غلط اور بے معنی ہے کیونکہ اس سے خدائے رب العالمین رحیم کریم کی ذات پر حرف آتا ہے کہ ایک قوم کی طرفداری میں بلا وجہ اور ناحق دوسری قوم پر جارحانہ حملہ کی اجازت دی جاتی ہے بلکہ خود قرآن مجید کے بیان کے بھی مخالف ہے۔ جہاں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اسرائیلی شریعت میں بھی جنگ کے احکام جارحانہ نہیں بلکہ مدافعانہ تھے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے اس اعلان کے چند آیات بعد آیت ۳۳ میں یہ ارشاد ہوا :۔ من اجل ذٰلك کتبنا علی بنی اسرائیل انّه من قتل نفسًا بغیر نفسٍ او فساد فی الارض فكانّما قتل النّاس جمیعًا (مائدہ آیت ۳۳) یعنی ناحق قتل و خونریزی کے انسداد کی خاطر ہم نے بنی اسرائیل پر یہ قانون نافذ کیا کہ جس شخص نے کسی مقتول کا قصاص لینے کے بغیر یا ملک میں فساد دور کرنے کی صورت کے سوا یونہی کسی کو قتل کر دیا تو یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ گویا اس نے دنیا بھر کے تمام لوگوں کو قتل کر دیا"۔

اس ارشاد میں کسی قدر وضاحت کے ساتھ جارحانہ حملہ کی ممانعت مذکور ہے۔ افسوس کہ انسانی دستبرد کی بنا پر موجودہ بائیبل امن انسانی کے اس سنہری قانون ربّانی کے ذکر سے خالی ہے۔ یہ قرآن مجید کا ہی اس پر احسان ہے کہ اس کے گم گشتہ آبدار موتی کا ذکر فرما کر اسے ایسے بے ہودہ الزاموں اور ناجائز اعتراضوں سے بری فرمایا۔ پس جارحانہ حملہ کے جواز کا خیال ہی بالکل غلط ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ پھر معترض کے اعتراض کا کیا جواب ہوگا۔ اس کے لئے اگر آپ ذرا غور اور تدبر و تأمّل سے کام لیں تو اس کا جواب آپ کو یہاں ہی اگلی آیت میں مل جاتا ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ان دو برگزیدہ شخصوں کے مکالمہ کا ذکر ہے :۔ قال رجلان من الّذین یخافون

انعم اللہ علیہما ادخلوا علیھم الباب فاذا دخلتموہ فانکم غالبون "یعنی خدا سے ڈرنے والے ان دو شخصوں نے جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام تھا قوم سے کہا کہ تم ان جبّار لوگوں کے علاقہ کے اس سرحدی مقام میں داخل ہو جاؤ جو ارضِ مقدسہ میں داخل ہونے کا دروازہ ہے۔ جب تم اس علاقہ میں داخل ہو جاؤ گے تو یقیناً تم غالب ہو جاؤ گے"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قانونی طور پر جارحانہ رنگ میں اس علاقہ میں بنی اسرائیل کے لیے داخلہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا وہ یوں کہ اس علاقہ اور اس کے نواح میں ان کی اپنی قوم (بنی اسرائیل) اور ان کے بھائیوں (بنی اسماعیل) کے بعض قبائل رہتے تھے جن سے اس جبّار قوم عمالیق، اموری وغیرہ قوموں کی پرخاش تھی پس بنی اسرائیل اپنے ہی لوگوں کے علاقہ میں رہ کر ان کی اعانت و امداد میں لگ جاتے۔ اس ذریعہ سے ان کی دشمن کے حملہ کے وقت مدافعانہ رنگ میں جنگ قانوناً جائز ہو جاتی۔

مکالمہ کرنے والے ان دو بزرگوں میں سے ایک حضرت یوشع بن نون تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے خلیفہ منتخب ہوئے۔ انتخابِ خلافت کے بعد آپ نے جب اپنی جماعت کو جنگ کی تیاری کا حکم دیتے ہوئے خطاب فرمایا اس سے بھی اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ حملہ کس رنگ میں ہوتا تھا اور داخلہ یروشلم کی صورت کیونکر ممکن تھی۔ چنانچہ آپ جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"تم سب جتنے صاحبِ جنگ ہو ہتھیار بند ہو کے اپنے بھائیوں کے آگے آگے پرے باندھے ہوئے پار ہو جاؤ اور انکی مدد کرو جب تک کہ خداوند تمہارے بھائیوں کو چین دے۔ جیسے اس نے تمہیں دیا۔" (یشوع $\frac{1}{14-15}$)

اس کے بعد جب یروشلم کے بادشاہ پر حملہ ہوا تو کیا وہ جارحانہ تھا یا مدافعانہ۔ اس کیلئے بھی آپ صحیفہ یشوع کا باب پڑھئے لکھا ہے:۔

"جب یروشلم کے بادشاہ ادونی صدق نے سنا کہ یشوع نے عی کو سر کر کے اسے نیست و نابود کر دیا .... اور جبعون کے باشندوں نے بنی اسرائیل سے صلح کر لی اور انکے درمیان رہنے لگے ہیں تو وہ سب بہت ہی ڈرے ... اسلئے اموریوں کے پانچ بادشاہ یعنی یروشلم کا بادشاہ اور حبرون کا بادشاہ اور یرموت کا بادشاہ اور لکیس کا بادشاہ اور عجلون کا بادشاہ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے اپنی سب فوجوں کیساتھ چڑھائی کی اور جبعون کے مقابل ڈیرے ڈالکر اس سے جنگ شروع کی تب جبعون کے لوگوں نے یشوع کو جو جلجال میں خیمہ زن تھا کہلا بھیجا کہ اپنے خادموں کیطرف سے اپنا ہاتھ مت کھینچ جلد ہمارے پاس پہنچ کر ہم کو بچا اور ہماری مدد کر اسلئے کہ سب اموری بادشاہ جو کوہستانی ملک میں رہتے ہیں ہمارے خلاف اکٹھے ہوئے ہیں تب یشوع سب جنگی مردوں اور سب زبردست سورماؤں کو ہمراہ لیکر جلجال سے چل پڑا ... پس یشوع راتوں رات چل کر ناگہاں ان پر آ پڑا اور خداوند نے ان کو بنی اسرائیل کے سامنے شکست دی۔" (یشوع $\frac{1}{10}$)

اسکے علاوہ اس زمانہ میں اسرائیلی قبائل کے کنعانی علاقہ میں موجود ہونے کا ثبوت بھی تازہ اکتشافاتِ عصریہ سے مل گیا ہے چنانچہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"منفتاح کے زمانہ میں بتایا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر لائے اسکے زمانہ کے ایک پرانے کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی حکومت کے پانچویں سال میں بنی اسرائیل کے کچھ قبائل کنعان میں بس رہے تھے۔" (تفسیر کبیر صفحہ ۴۲۲ جلد ا سورہ بقرہ)

حضرت مسیح علیہ السلام کی آمدِ ثانی کی انجیلی علامات اور ان کا ظہور

عیسائی صاحبان کے لئے لمحۂ فکریہ

(جناب مولوی محمد اجمل صاحب فاضل شاہد)

عیسائی صاحبان بھی مسلمانوں کی طرح مسیح کی آمدِ ثانی کے منتظر ہیں۔ چنانچہ بائیبل سے ایسی بیشتر آیات پیش کی جاتی ہیں جن سے واضح طور پر مسیح کی دوبارہ آمد کا پتہ چلتا ہے۔ آج مرورِ زمانہ سے عیسائیوں میں یہ خیال کافی کمزور ہو چکا ہے مگر پھر بھی عقیدہ کے طور پر تقریباً عیسائیوں کے تمام فرقے اس کے قائل ہیں۔ لیکن آج سے پون صدی قبل جبکہ بائیبل کی بیان کردہ نشانیاں واضح طور پر پوری ہونا شروع ہوئی تھیں مسیح کی آمدِ ثانی کا عقیدہ بڑے زور وں پر تھا۔ اس کا کچھ اندازہ مندرجہ ذیل ملخص سے ہوگا جو امریکہ کی مطبوعہ ایک انگریزی کتاب "یسوع مسیح آرہا ہے" سے کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں ایک عنوان "مسیح کی فوری آمد کی علامات" باندھا گیا ہے اور اس بات کا ادّعا کیا ہے کہ یہ تمام علامات بدرجۂ اتم پوری ہو چکی ہیں اس لئے مسیح اب بالکل آیا ہی چاہتا ہے۔ یہ کتاب ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی اور اس کا مصنّف ڈبلیو۔ ای۔ بی ہے۔

اس کتاب کی اشاعت پر مزید نصف صدی سے زیادہ کا ایک طویل عرصہ گذر گیا ہے اور کتاب میں درج شدہ تمام علامات کا ظہور مکمل طور پر ہو چکا ہے مگر عیسائیوں کے نزدیک گوہرِ مقصود ابھی تک عنقاء ہے۔ اگرچہ بظاہر عیسائی صاحبان مسیح کی آمدِ ثانی کے عقیدہ کے قائل ہیں مگر اکثر اب انتظار سے تنگ آکر یاس و ناامیدی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب رہے ہیں۔ ہم عیسائی صاحبان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ مکاشفہ یوحنّا کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی آمدِ ثانی بالکل لاعلمی میں ہوگی اور محاورۃً اس کی آمد کو چور سے تمثیل دی گئی ہے (مکاشفہ ۳/۳) تمام علامات پوری ہو چکی ہیں اور اس عرصہ میں مدّعی بھی صرف ایک ہے اس لئے اس کی شناخت بالکل بدیہی امر ہے۔ ورنہ مسیح اوّل کا انکار بھی یہودیوں نے بعض ظاہری علامات کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے کیا تھا اور وہ آج تک دیوارِ گریہ پر رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں مگر ان کا مزعومہ مسیح ابھی تک نہیں آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے مخالفین کو نہایت تحدّی کے ساتھ فرمایا ہے ؎

سر کو پیٹو آسمان سے اب کوئی آتا نہیں

کیا عیسائی صاحبان اس بات کا جواب دیں گے کہ بائیبل کی علامات کے پورا ہونے کے باوجود ان کے مزعومہ مسیح کی آمد کیوں آسمان سے نہیں ہوئی اور کونسی چیز اس کے آنے میں مانع ہے۔ جناب ڈبلیو ای۔ بی صاحب کی کتاب کے آخری باب کا خلاصہ یہ ہے:-

مسیح کی فوری آمد کی علامات

مسیح کی آمد پر تمام عیسائیوں کا پختہ ایمان ہے اور مسیح کا ظہور دو رنگ میں ہوگا۔ پہلے مسیح فضائے آسمانی میں ظاہر ہوگا۔ تاکہ اپنے حواریوں کو شرفِ ملاقات بخشے چنانچہ لکھا ہے :۔

"کیونکہ خداوند خود آسمان سے للکار اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگے کے ساتھ اتر ے گا اور پہلے تو وہ جو مسیح میں موئے جی اُٹھیں گے پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے ان کے ساتھ بادلوں پر اُٹھائے جائیں گے تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں۔"

(۱-تھسلنکیوں ۴/۱۶-۱۷)

مسیح کا یہ ظہور اب بالکل متوقع ہے۔ اس کے بعد مسیح اپنے حواریوں سمیت زمین پر اُتر آئے گا بائیبل میں اس کے متعلق کئی علامات بیان کی گئی ہیں۔ ہم ذیل میں صرف سات علامات درج کرتے ہیں جن کے مطالعہ سے یہ حقیقت عیاں ہوگی کہ یہ نشان پورے ہوچکے ہیں اور مسیح کا ظہور عنقریب ہونے والا ہے۔

۱- ذرائع آمد و رفت کی توسیع اور علوم کی ترویج :۔

دانیال نبی فرماتے ہیں :۔

"لیکن تو اے دانی ایل ان باتوں کو بند رکھ اور کتاب پر آخری زمانہ تک مُہر لگا دے بہتیرے اس کی تفتیش و تحقیق کریں گے اور دانش افزوں ہوگی۔" (دانی ایل ۱۲/۴)

دانی ایل نبی کی پیشگوئی کے مطابق اس زمانہ میں ذرائع آمد و رفت بہت بڑھ گئے ہیں اور علوم کی اشاعت وسیع پیمانہ پر ہو رہی ہے۔ ریلوں اور جہازوں کا جال خشکی اور تری پر بچھ چکا ہے اور ہر قسم کے علوم دینی و دنیوی کے خزانے نکل رہے ہیں اور یہ تمام کچھ اس قدر واضح طور پر ظہور پذیر ہو چکا ہے کہ اس کی گذشتہ سے کچھ نسبت نہیں ہے۔

۲- خطرناک ایام :۔

آخری زمانہ کی ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ زمانہ بڑا خطرناک ہوگا۔ چنانچہ پولوس رسول فرماتا ہے :۔

"لیکن یہ جان رکھ کہ اخیر زمانہ میں بُرے دن آئیں گے۔" (۲-تیمتھیس ۳/۱)

ظاہری لحاظ سے زلازل۔ طوفان اور قحط وغیرہ کی صورت میں یہ علامت پوری ہو چکی ہے۔ سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے سوشلزم۔ کمیونزم اور انارکزم جیسی خطرناک تحریکات جنم لے چکی ہیں جو کہ موجودہ سسٹم کو ختم کرنا چاہتی ہیں اور بین الاقوامی طور پر تمام قومیں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہیں اور یہ تمام امور اس نشان کے پورا ہونے کے لئے کافی ہیں۔

۳- سپرچولزم :۔

پولوس رسول فرماتا ہے :۔

"لیکن روح صاف فرماتا ہے کہ آئندہ زمانوں میں بعض لوگ گمراہ کرنے والی رُوحوں اور شیاطین کی تعلیم کی طرف متوجہ ہو کر ایمان سے برگشتہ ہو جائیں گے۔" (۱-تیمتھیس ۴/۱)

آجکل جو سپریچو لزم رائج ہے یہ محض دھوکہ بازی ہے اس کا روحانی روشنی سے کچھ تعلق نہیں۔ اسی طرح عیسائیوں میں تھیوسافیکل سوسائٹی نے جنم لیا ہے جو کہ مسیح کے کفارہ کا انکار کرتے ہیں اور ہر انسان کو اس کا خود نجات دہندہ قرار دیتے ہیں۔ بہرحال آجکل سپریچولزم کے پیروکاروں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور یہ واضح طور پر اسبات کا نشان ہے کہ یہی آخری زمانہ ہے جس میں مسیح کی آمد کے متعلق خبر دی گئی تھی۔

۴۔ مذہب سے برگشتگی

پولوس رسول فرماتا ہے :۔

”ہم اپنے خداوند یسوع مسیح کے آنے اور اس کے پاس اپنے جمع ہونے کی بابت تم سے درخواست کرتے ہیں کہ کسی روح یا کلام یا خط سے جو گویا ہماری طرف سے ہو یہ سمجھ کر کہ خداوند کا دن آپہنچا ہے تمہاری عقل دفعۃً پریشان نہ ہو جائے اور نہ تم گھبراؤ۔ کسی طرح سے کسی فریب میں نہ آنا کیونکہ وہ دن نہیں آئے گا جبتک کہ پہلے برگشتگی نہ ہو اور وہ گناہ کا شخص یعنی ہلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہو“ (۲۔ تھسلنیکیوں $\frac{۲}{۳}$)

اس نشان کے مطابق آجکل ایمان کی از حد کمی ہے۔ خاص طور پر مسیح کی دوبارہ آمد کا عقیدہ بہت کمزور پڑ چکا ہے اور لوقا کے ارشاد کے مطابق یہ بالکل حقیقت ہے کہ :۔

”جب ابن آدم آئے گا تو کیا زمین پر ایمان پائے گا“ (لوقا $\frac{۱۸}{۸}$)

ایک دفعہ ایک معمر پادری نے مجھے کہا کہ اس کے خیال میں مسیح ابھی سات ہزار سال تک نہیں آئے گا اور نہ ہی وہ اس کی آمد کا منتظر ہے۔ اکثر علماء اور فضلاء اس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ بائیبل ان کی عقل کو اپیل نہیں کرتی اور نہ ہی ان کے اندر کوئی روحانی بیداری پیدا کرتی ہے۔ ایسا مسلک اختیار کرنے والے لوگوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ پرچوں میں کئی بدعتیں نفوذ کر گئی ہیں اور مذہب سے برگشتگی اس قدر تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ اس سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ دنیا کا اختتام بالکل قریب ہے۔

۵۔ عیسائیت کا تمام دنیا میں پرچار :۔

متی میں مسیح کی آمد کی علامات بیان کرتے ہوئے آخر میں کہا گیا ہے :۔

”بادشاہی کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں کیلئے گواہی ہو تب خاتمہ ہوگا“ (متی $\frac{۲۴}{۱۴}$)

اس علامت کے مطابق ہمیں خوب غور سے مسیح کی آمد کا انتظار کرتے ہوئے اپنے تبلیغی کام کو جاری رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ دیگر تمام علامات پوری ہو چکی ہیں۔ اب صرف مسیحیت کی عالمگیر اشاعت کی ضرورت

ہے۔ دنیا کی تقریباً تمام اقوام اور ممالک میں سوائے تبت، نیپال، بھوٹان اور اسلامی ممالک میں سے افغانستان اور سوڈان کے عیسائیت کا پرچار ہو چکا ہے۔ ان ممالک میں سے بھی بعض میں بائیبل کی اشاعت ہو چکی ہے اور عیسائی منادہ داخل ہونے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس زمانہ میں خود بخود زمین کے ہر ملک، جزیرہ، قوم اور قبیلہ میں عیسائی مشنریوں کا جال بچھ گیا ہے اور ہم صحیح طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے روحانی بادشاہ مسیح کی آمد بالکل قریب ہے۔

۶۔ امراء کے طبقہ کا ظہور:۔

یعقوب اپنے عام خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اے دولتمندو! ذرا سنو! تم اپنی مصیبتوں پر جو آنے والی ہیں روؤ اور واویلا کرو۔۔۔

۔۔۔۔۔ تم نے اخیر زمانہ میں خزانہ جمع کیا ہے"

(یعقوب $\frac{5}{1-8}$)

موجودہ زمانہ کی ایک خاص علامت یہ ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر رہ گئی ہے۔ اس بات کی زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ایسے دولتمند لوگوں کا وجود بالکل عیاں ہے جو کہ ٹرسٹوں اور دیگر کئی ذرائع سے اپنے خزانوں کو اور بھی زیادہ مضبوط کر رہے ہیں۔ اور ہر وقت ان کے دلوں سے ھل من مزید کی آواز بلند ہو رہی ہے ان کی یہ خواہش تو کسی موقع پر تسلی پذیر نہیں ہو سکتی البتہ ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ جس "مصیبت" کی ان کے لئے پیشگوئی کی گئی ہے یہ بھی گزر رہی ہے اور اجمالی طور پر آخری زمانہ کی علامت ہے۔

۷۔ یہودیوں کا فلسطین میں آنا:۔

خدا تعالیٰ اسرائیل کے متعلق فرماتا ہے:۔

"اگرچہ میں سب قوموں کو جن میں میں نے تجھے تتر بتر کیا تمام کر ڈالوں گا تو بھی تجھے تمام نہ کروں گا" (یرمیاہ $\frac{30}{11}$)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا وجود ہمیشہ رہے گا! اور عاموس نبی کی پیشگوئی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودی پھر فلسطین میں اکٹھے ہوں گے اور پھر وہاں سے نکالے نہیں جائیں گے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"کیونکہ میں ان کو ان کے ملک میں قائم کروں گا اور وہ پھر کبھی اپنے وطن سے جو میں نے ان کو بخشا ہے نکالے نہ جائیں گے خداوند خدا فرماتا ہے"۔ (عاموس $\frac{9}{15}$)

بائیبل کے مطالعہ سے ہمیں ایسی سینکڑوں پیشگوئیوں کا علم ہوتا ہے کہ یہودی ضرور اپنے وطن میں جمع ہوں گے لیکن یسوع مسیح نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یروشلم ایک وقت تک غیر قوموں سے پامال ہوتا رہے گا جب تک کہ غیر قوموں کی میعاد پوری نہ ہو جائے۔" (لوقا $\frac{21}{24}$)

الفرقان۔ فاضل مضمون نگار نے عیسائی مصنف کی کتاب کا طویل اقتباس پیش کیا ہے تا عیسائی حضرت مسیح کی بعثت ثانی پر ایمان لے آئیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود باجود میں ہو چکی ہے۔ باقی بائیبل کی یہود کے فلسطین میں بسنے کی پیشگوئی قرآن مجید کے مطابق اسی شرط

آمدِ مسیح موعودؑ

یہ نظم سید گلاب شاہ صاحب بخاری نے اپنے فرزند سید محمود احمد صاحب فیض ڈھاکہ مشرقی پاکستان کی برائے اشاعت بھیجی ہے (اکمل عفا اللہ عنہ)

وہ کون ہے جو کہ ظلمتوں میں چراغ ہر سُو جلا رہا ہے
نئی سحر کو نئی دُھنوں میں نئے نئے گیت گا رہا ہے

یہ کس نے لیلائے شب کے مُنہ سے اُتار پھینکی ردائے ظلمت
یہ کس نے دُنیا کے غمکدوں کو بنا دیا آج رشکِ جنت

یہ کس نے تیرہ جہاں میں مہر و وفا کے دریا بہا دیئے ہیں
یہ کس نے نوعِ بشر کو انسانیت کے رستے دکھا دیئے ہیں

سینکڑوں سال سے یہ دُنیا تھی منتظر ایک راہبر کی
جو دلائے درماندگان کو ہمت پھر اک نئے نئے سفر کی

ہزار نغمے اُڑا رہی ہے بہار جوبن دکھا رہی ہے
گُلوں کے چہرے کھلے ہوئے ہیں کلی کلی مسکرا رہی ہے

ہمارے تیرہ نصیب جاگے رمق ہوئی زندگی میں پیدا
جہانِ نَو کے مسیح بن کر غلام احمد ہوئے ہُویدا

انہی کا یہ فیض جاری ہوا ہے ہم پر جو فضل باری
خلیفہ محمود احمد اُن کے، ایاز دنیا بنے گی ساری

اُمّتِ محمدیہ کا مسیح اور مہدی ایک ہی وجود ہے

"لا مہدی اِلّا عیسیٰ"

(جناب مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلہ مولوی فاضل)

مسلمانوں کا ایک کثیر گروہ زمن سابق میں اور آجکل بھی اِس امر کا قائل ہے کہ اُمّتِ محمدیہ کا موعود مسیح اور موعود مہدی دو الگ الگ شخصیتیں ہیں اور وہ دو علیحدہ علیحدہ وجود ہیں۔ ان کا یہ اعتقاد بعض ضعیف روایات اور رکمزور احادیث پر مبنی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ کا دو ٹوک فیصلہ کر دیا اور احادیث صحیحہ اس امر پر ناطق ہیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص کے دو علیحدہ علیحدہ لقب ہیں جو اس کو باعتبار صفاتِ متعددہ کے دیئے گئے۔ چونکہ مقدر تھا کہ آخری زمانہ میں اُمّتِ مسلمہ کی حالت خراب ہو جائے گی اور نیز عیسائی فتنہ خصوصاً اور دیگر فتن عموماً دنیا میں ظاہر ہوں گے اور الامام المہدی والمسیح الموعود ان فتنِ مختلفہ کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوں گے لہٰذا اس حقیقت سے کہ آپ مسلمانوں کی اصلاح کریں گے آپ کو مہدی کے لقب سے نوازا گیا اور اس حیثیت سے کہ آپ فتنۂ صلیب اور عیسائیت کا مقابلہ کریں گے آپ کو اُمّتِ محمدیہ کا مسیح قرار دیا گیا۔ اگر ان احادیث پر نظرِ غائر ڈالی جائے جن میں مسیح اور مہدی کے کارناموں کی پیشگوئی کی گئی ہے اور جن میں مسیح اور مہدی کی علامات بیان کی گئی ہیں تو یقین ہو جاتا ہے کہ مسیح اور مہدی بالکل ایک ہی انسانِ کامل تھا جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جو علامات مہدی کی بیان کی گئی ہیں بعینہٖ وہی علامات مسیح کے لئے بیان کی گئی ہیں۔ اور جو کارنامے مہدیٔ وقت کی طرف منسوب کئے گئے لفظ بلفظ وہی کارنامے مسیح دوران کی طرف منسوب کئے گئے۔ اور جو حلیہ مسیح کا بیان کیا گیا بعینہٖ وہی مہدی کا بیان کیا گیا ہے :-

احادیث المسیح	احادیث المہدی
(۱) رَجُلٌ آدَمُ۔ مسیح کا رنگ گندمی ہوگا۔ (بخاری)	(۱) آدَمُ ضَرْبٌ من الرجال (نعیم بن حماد) مہدی گندمی رنگ کا ہوگا۔
(۲) بَیْنَ مُمَصَّرَتَیْن (ترمذی) مسیح دو زرد چادروں میں آئے گا۔	(۲) علیہ عباءتان قطوانیتان (ابو داؤد) مہدی پر دو زرد چادریں ہوں گی۔
(۳) یَمْکُثُ سَبْعَ سِنِیْنَ (مشکوٰۃ۔ مسلم)	(۳) فَیَلْبَثُ سَبْعَ سِنِیْنَ (مشکوٰۃ ابوداؤد)

مسیح	مہدی
مسیح سات سال رہے گا	مہدی سات سال رہے گا۔
(۴) فیدقّ الصلیب (ابوداؤد) مسیح صلیب کو توڑے گا	(۴) یغضب رجلٌ[1] من المسلمین فیدقّه (ابوداؤد) مہدی صلیب کو توڑ دیگا۔
(۵) امامکم منکم (بخاری) مسیح تم میں سے ہوگا۔	(۵) المهدیُّ منّی (ابوداؤد) مہدی میرا تابعدار ہوگا۔
(۶) یعملُ فیهم بکتاب الله وسُنّتی (الاشاعة لاشراط الساعة للبرزنجی) مسیح کتاب و سنت سے فیصلے کرے گا۔	(۶) یعمل فی الناس بسنة نبیّهم (ابوداؤد) مہدی سنت نبوی سے لوگوں میں فیصلہ کرے گا۔
(۷) اخذ عیسیٰ حربتهٗ فیذهب نحو الدجال (مسند احمد) مسیح اپنے ہتھیار لے کر دجال کی طرف متوجہ ہوگا۔	(۷) یخرج الدّجال فیتوجّهُ قِبَلَهٗ رجلٌ (رواہ مسلم) جب دجال نکلے گا تو مہدی اس کی طرف متوجہ ہوگا۔
(۸) ثمّ یتوفّٰی ویُصلّی علیه المسلمون (ابوداؤد) مسیح فوت ہوگا تو مسلمان اس کا جنازہ پڑھیں گے۔	(۸) ثمّ یتوفّٰی ویصلّی علیه المسلمون (ابوداؤد) مہدی فوت ہوگا تو مسلمان اس کا جنازہ پڑھیں گے۔
(۹) یفیض المال (مسلم) مسیح مال تقسیم کرے گا۔	(۹) یقسمُ المال (ابوداؤد) مہدی مال تقسیم کرے گا۔

یہ نو علامات جو احادیث میں مہدی اور مسیح کی طرف منسوب کی گئی ہیں ایک صاحب عقل اور صاحب بصیرت انسان جب ان پر غور کرتا ہے تو سمجھ لیتا ہے کہ مہدی اور مسیح ایک ہی وجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی نے جو الفاظ مسیح کے لئے بیان فرمائے بعینہٖ وہی الفاظ مہدی کے لئے بیان کئے۔ علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریحاً اور وضاحتاً بھی اس مسئلہ کو حل کر دیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

(۱) عیسی ابن مریم اماماً مهدیاً وحکماً عدلاً (مسند احمد)

"کہ عیسیٰ موعود ہی امام مہدی اور حکم عدل ہوگا"

(۲) ینزل عیسی ابن مریم مصدّقاً بمحمد علٰی ملّته اماماً مهدیاً (طبرانی)

"کہ مسیح موعود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مصدق اور امام مہدی ہوگا"

اسی بناء پر امت محمدیہ کے سابق بزرگوں میں سے ایسے بزرگ بھی گزرے ہیں جن کا عقیدہ تھا کہ مسیح اور مہدی آخر زمان ایک ہی وجود ہوگا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۶ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"حافظ ابن قیم در منار فرمودہ کہ ایں
کہ گویند مہدی جز مسیح نیست اند
بلکہ آنکہ مہدی مسیح ابن مریم است تحقیق

[1] احادیث میں مہدی کو رجل یعنی کامل مرد کے لفظ سے بھی ذکر کیا گیا ہے۔

مہدی اوست "

کہ اُمّتِ مرحومہ میں سے ایک گروہ کا
یہ مذہب ہے کہ مہدی مسیح بن مریم ہے۔
اور در حقیقت وہی مہدی ہے "

علّامہ سیوطیؒ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۵ میں لکھتے ہیں کہ :-

قال الحسن ان کان مھدیٌّ
فعمر بن عبد العزیز و اِلّا
فلا مھدی اِلّا عیسیٰ۔

حضرت حسن رضؓ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ
میں اگر کوئی مہدی ہے تو عمر بن عبد العزیز
ہے ورنہ عیسیٰ موعود کے سوا کوئی مہدی
نہیں "

صاحب جواہر الاسرار نے لکھا ہے کہ مہدی کا نام عیسیٰ
ہوگا۔

اِن چند حوالجات کے نقل کرنے کے بعد عرض کروں گا کہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ زمانہ نبوّت علیٰ صاحبہا الصّلوات میں اگر کسی نے سمجھا تھا کہ مہدی اور مسیح الگ الگ وجود ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصِ صریح سے اس کا فیصلہ کر دیا کہ مت سمجھو کہ وہ دو وجود ہوں گے بلکہ وہ ایک ہی وجود ہوگا۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں لا مھدی الا عیسیٰ (رواہ ابن ماجہ) کہ مسیح کے سوا دوسرا کوئی مہدی نہ ہوگا۔

نوٹ :- قارئین نوٹ فرمالیں کہ یہ مضمون مہدی آخر الزمان پر ہے ورنہ اُمّتِ محمدیہ میں خدا تعالیٰ کے کئی پاک بندے ہدایت پا گئے اور مہدیین میں داخل ہوئے ✦

عزمِ جواں

(جناب فیض احمد صاحب اسلم مردان)

اگرچہ ہر قدم پر راہ میں سنگِ گراں بھی ہے
اولوا العزم اس طرف لیکن امیرِ کارواں بھی ہے

ہوئی ہے بجلیوں کی گود ہی میں پرورش جس کی
اسی شاخِ گلستاں پر ہمارا آشیاں بھی ہے

اگر سوچو تو ہر ذرّے میں ہے صحرا کی وسعت بھی
اگر دیکھو تو ہر قطرے میں بحرِ بیکراں بھی ہے

جو مُردہ تھے انہیں زندہ کیا نُورِ ہدایت سے
جسے کہتے ہیں مہدی وہ مسیحائے زماں بھی ہے

زمانہ بھی ادھر ہے گوش بر آواز مدّت سے
تکلّم پر ادھر مائل لبِ معجز بیاں بھی ہے

گلہ تو ہے تجھے ناچیزیٔ حالات کا لیکن
بتا کیا تیرے سینے میں کوئی عزمِ جواں بھی ہے

بزعمِ خود جسے ویران کر کے چل دیئے تھے تم
اسی میخانے میں اب پھر ہجومِ کہکشاں بھی ہے

ذرا اُٹھ کر کبھی تم رات کے پچھلے پہر دیکھو
زمینِ قادیاں اسلم ملائک آستاں بھی ہے

کتابت و طباعت کی غلطیاں

(از قلم جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔اے۔ قادیان)

مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مدیر "صدق جدید" لکھنؤ کی خدمت میں مولانا کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ سعیدیہ شاہجہانپور نے ایک مراسلہ بھجوایا جس میں انہوں نے یہ شکایت لکھی کہ مدیر محترم اپنے رسالہ میں آیات کلام اللہ کو اکثر بتمامہا نقل نہیں کرتے بلکہ حوالہ کے طور پر ان کا اوّل و آخر نقل کر دیتے ہیں اگر پوری عبارت نقل فرمایا کریں تو اچھا ہو عبارت قرآنی زیادہ اوقع فی النفس ہوتی ہے اور متن میں نورانیت اور برکت زیادہ ہوتی ہے۔

اس کے جواب میں مولانا عبدالماجد صاحب مدیر صدق جدید تحریر فرماتے ہیں:-

"آیات قرآنی کا اس مخفف صورت میں نقل ہونا خود مدیر صدق کے مذاق پر ایک تشدید بار ہے اور اسے صرف مجبوراً ہی اختیار کیا گیا ہے آیات کا صحیح چھپنا بالکل "مدیر صدق" کے بس سے باہر ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ایسی صورت میں کوئی چارہ ہی اس کے سوا نظر نہ آیا کہ آیات کی جانب صرف شروع اور آخر کے الفاظ سے ہی اشارہ کر دیا جائے۔"

(صدق جدید ۱۹ جنوری ۱۹۶۲ء)

بلاشبہ مدیر محترم بہت محتاط اور محنتی ہیں اور اپنے موقر ہفت روزہ کی بہبود اور صحت کتابت و طباعت کیلئے ہر آن کوشاں رہتے ہیں بالخصوص آیات قرآنی کی صحیح کتابت و طباعت کے لئے وہ مقدور بھر کوشش فرماتے رہے ہیں لیکن جس نہج پر آجکل ہندوستان و پاکستان میں فن کتابت و طباعت چل رہا ہے اس کی وجہ سے ان کو واشگاف الفاظ میں یہ اعتراف کرنا پڑا کہ

"آیات کا صحیح چھپنا بالکل مدیر صدق کے بس سے باہر ہے۔"

یہ عجیب بات ہے کہ اپنے عجز کا اظہار انہوں نے اس ماحول میں فرمایا ہے کہ ان کو عربی اور اردو کے بہترین کاتب اور سنگساز میسر ہیں ان کا پرچہ یو۔پی کے مرکز لکھنؤ کے ایک نامی گرامی پریس یعنی یونائیٹڈ انڈیا پریس میں طبع ہوتا ہے ان کو کاپی ریڈنگ کی ہر طرح سہولت حاصل ہے اور وہ خود ایک ماہر صحافی ہیں اور کتابت اور طباعت کے جملہ مراحل کے متعلق کامل تجربہ رکھتے ہیں لیکن پھر بھی قرآنی آیات کے صحت سے طبع کرانے سے معذوری ظاہر فرماتے ہیں۔

(۲)

اس کے مقابل پر آج سے ساٹھ ستر سال قبل ملکی پریس کی حالت، کاتبوں اور سنگسازوں کی مہارت کی کمی اور اس ماحول کا تصور کیجئے جس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

بیش بہا کتب و رسائل طبع کروائے اس وقت قادیان کی الگ تھلگ پڑی ہوئی بستی دو ہزار کی آبادی پر مشتمل تھی ذرائع حمل و نقل اور رسل و رسائل نہ ہونے کے برابر تھے۔ حضور کو اپنی کتب، رسائل اور اشتہارات طبع کرانے کے لئے چھبیس میل دُور امرتسر جانا پڑتا تھا بسا اوقات اس غرض کے لئے آپ کو بٹالہ تک پیدل بھی سفر کرنا پڑتا تھا۔ ریڈنگ اور پروف ریڈنگ کی سہولتیں بھی تقریباً مفقود تھیں۔ کتابت اور طباعت کے جملہ مراحل کی نگرانی آپ کو بیماری اور ضعف کی حالت میں کرنا پڑتی تھی ان نامساعد حالات میں آپ نے اپنی عظیم القدر کتابیں اور رسائل طبع کرائے جن میں جابجا قرآنی آیات کا اندراج فرمایا اور بیس سے زائد عربی کتب بھی تصنیف کرکے طبع کروائیں اس ماحول کے باوجود احمدیت کے مخالف علماء کا یہ اعتراض کتنا نامناسب ہے کہ آپ کی کتب و رسائل یا اشتہارات میں بعض عربی الفاظ یا اعراب کی اغلاط رہ گئی ہیں حالانکہ حالات کے لحاظ سے ایسا ہونا بالکل ممکن تھا اور اس وجہ سے آپ کے خداداد علم اور عربی دانی اور بالمقابل عربی میں لکھنے کے لئے آپ کی تحدّی پر قطعاً کوئی حرف نہیں آسکتا آپ خود اس اعتراض کے جواب میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

إنّ كتبي مبرّءة ممّا زعمت
ومنزّهة عمّا ظننت إلّا
سهو الكاتبين أو زيغ القلم
تتغافل منّي لا كجهل الجاهلين

(انجام آتھم صفحہ ۲۴۱ و ۲۴۳)

یعنی میری کتابیں ان اغلاط سے پاک اور ان نقائص سے مبرّا ہیں جو تیرے خیال میں بوجہ بدظنی کے ان میں پائے جاتے ہیں۔ ہاں کاتبوں کے سہو اور غفلت کے باعث قلم کی کجی سے کوئی غلطی رہ سکتی ہے جو جہالت نہیں کہلا سکتی۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے جن نامساعد حالات میں اپنی تصانیف کی کتابت اور طباعت کروائی ہے ان کے باوجود اگر بعض اغلاط رہ گئی ہوں تو ان سے آپ پر نہ صرف یہ کہ کوئی الزام عائد نہیں ہوتا بلکہ آپ کے تبحر علمی، عربی زبان پر کامل و خداداد عبور اور الٰہی حقائق و معارف پر آپ کی دسترس کا ثبوت بہم پہنچتا ہے ÷

عجیب علفیہ بیان

مولانا فضل احمد صاحب غزنوی مولوی فاضل حیدرآباد نے کراچی کے پندرہ روزہ رسالہ "صحیفۂ اہلحدیث" میں لکھا ہے کہ:

"مسٹر پرویز کی عربی دانی کے ثبوت میں ایک ہی مثال کافی ہے کہ اس شخص کو قرآن پاک کا صرف ایک رکوع بغیر اعراب کے دے کر کہا جائے کہ وہ صحیح پڑھ کر دکھائے۔ مجھے قسم ہے خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی کہ یہ شخص صحیح قرآن مجید ہرگز ہرگز نہیں پڑھ سکے گا۔" (۲۲ فروری ۱۹۶۲ء)

کیا جناب پرویز صاحب اس کی تردید کرسکیں گے؟

تصوّف کے لطیف اسباق

حضرت مجدد الف ثانی رح کے زمانۂ اسیری کے ایمان افروز مکاتیب

{ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جہانگیر کے حکم سے ایک سال تک (۱۰۲۸-۱۰۲۹ھ / ۱۶۱۹-۱۶۲۰ء) قلعہ گوالیار میں قید رہے۔ آپ کے زمانۂ اسیری کے چند خطوط جو روحانیت، توحید الٰہی اور تصوّف کے پُرکیف بیان پر مشتمل ہیں درج ذیل ہیں:- }

(۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو تحریر فرماتے ہیں:-

"مخدوم و مکرم! مصیبتوں کے آنے پر ہر چند کہ تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے لیکن انہی کے ساتھ ساتھ انعام و اکرام کی امید بھی لگی رہتی ہے۔ حزن و اندوہ میں بڑا ہی اچھا سرمایہ اور خوان الم و مصیبت کی من بھاتی نعمت ہے۔ ان شکر پاروں کے اوپر کڑوی دوا کا ہلکا سا غلاف چڑھا دیا گیا ہے اور اس بہانے سے بظاہر مصیبت دکھائی گئی ہے مگر نیک بخت تو مٹھاس پر نظر رکھتے ہوئے تلخی کو مٹھاس کی طرح کھا جاتے ہیں۔ اور صفراوی مریض کے برعکس کڑواہٹ کو شیریں محسوس کرتے ہیں اور شیریں کیوں نہ پائیں کیونکہ محبوب کے افعال تو سب ہی میٹھے ہیں جو ماسوا اللہ کی محبت میں گرفتار ہو اس کو کڑوے لگتے ہیں۔ سعادت مند تو محبوب کی دی ہوئی مصیبت میں اس قدر لذت و حلاوت پاتے ہیں کہ انعام میں بھی متصوّر نہیں۔ ہر چند کہ دونوں محبوب ہی کی جانب سے ہیں لیکن مصیبت میں محب کے نفس کو دخل نہیں اور انعام میں نفس کی خواہش کا حصول ہے۔

ع هنيئاً لارباب النعيم نعيمها

اللّٰهم لاتحرمنا اجرهم ولا تفتنا بعدهم، آپ کا وجود شریف اسلام کی اس غربت میں مسلمانوں کے لئے مغتنم ہے سلّمکم اللہ سبحانہٗ وابقاکم"۔ والسلام

(مکتوبات امام ربانی۔ مکتوب نمبر ۲۹ دفتر دوم طبع امرتسر صفحہ ۶)

(۲) فرزندانِ گرامی، خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد سعید کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:-

"فرزندانِ گرامی! مصیبت کا وقت اگرچہ تلخ و بے مزہ ہے لیکن اس میں فرصت میسر آ جائے تو غنیمت ہے۔ اس وقت چونکہ تم کو فرصت میسر ہے خدا کا شکر بجا لا کر اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ اور ایک لمحہ بھی فارغ نہ بیٹھو تین باتوں میں سے

ایک بات کی پابندی ضرور رہنی چاہیئے۔ تلاوتِ قرآن پاک، طولِ قراءت کے ساتھ نماز اور کلمہ لا الٰہ اِلّا اللہ کی تکرار۔ کلمہ "لا" کے ساتھ نفس کے خود ساختہ خداؤں کی نفی کریں۔ اپنی مرادوں اور مقصدوں کی بھی نفی کریں۔ اپنی مرادیں چاہنا خدائی کا دعویٰ کرنا ہے اس لئے چاہیئے کہ سینہ میں کسی مراد کی گنجائش ہی نہ رہے اور ہوس کا خیال تک نہ آنے پائے تاکہ حقیقتِ حیات متحقق ہو . . . . ہوائے نفسانیہ کو جو جھوٹے خدا ہیں "لا" کے تحت لائیں۔ تاکہ ان سب کی نفی ہو جائے اور تمہارے سینہ میں کوئی مراد اور مقصد باقی نہ رہے۔ حتیٰ کہ میری رہائی کی آرزو بھی جو اس وقت تمہاری سب سے اہم آرزوؤں میں ہے، نہ ہونی چاہیئے تقدیر اور اس تعالیٰ کے فعل و مشیت پر راضی رہیں . . . . . . جہاں بیٹھے ہوئے ہیں اسی کو اپنا وطن سمجھیں، یہ چند روزہ زندگی جہاں بھی گزرے اللہ کی یاد میں گزرنی چاہیئے۔"

(شیخ احمد مجدد: مکتوبات شریف دفتر سوم، حصہ ہشتم مکتوب نمبر ۲ مطبوعہ امرتسر سنہ۱۳۳۳ھ)

(۳) ایک مکتوب میں اپنے خلیفہ شیخ بدیع الدین کو تحریر فرماتے ہیں:-

"برسوں تربیتِ جمالی کے ذریعہ منزلیں طے کرائی جا رہی تھیں، اب تربیتِ جلالی کے ذریعہ مراحل طے کرائے جا رہے ہیں، اس لئے مقامِ صبر بلکہ مقامِ رضا پر قائم رہیں اور جمال و جلال کو ایک ہی جانیں، تم نے لکھا تھا کہ "ظہورِ فتنہ کے وقت سے ذوق و حال جاتا رہا" ذوق و حال کو تو اس وقت المضاعف ہونا چاہیئے، کیونکہ جفائے محبوب اس کی وفا سے زیادہ لذت بخش ہوتی ہے، یہ کیا مصیبت آئی کہ تم بھی عام لوگوں کی طرح باتیں کرنے لگے، اور محبت ذاتیہ سے دور نکل گئے؟

(شیخ مجدد۔ مکتوبات شریف، دفتر سوم، حصہ ہشتم مطبوعہ امرتسر سنہ۱۳۳۳ھ مکتوب ۶ صفحہ ۱۶)

(۴) ایک اور مکتوب میں مرزا مظفر خان کو تحریر فرماتے ہیں:-

"حقیقت یہ ہے کہ جو چیز بھی محبوب حقیقی کی طرف سے پہنچے اس کو کشادہ پیشانی اور فراخ حوصلگی سے احسان مندی کے ساتھ قبول کرنا چاہیئے، بلکہ اس سے لطف اٹھانا چاہیئے، رسوائی اور بے ننگی جو مرادِ محبوب ہے، محبوب کے نزدیک نام و ننگ سے بہتر ہے، یہ اس کے دل کی خواہش ہے، اگر یہ بات محب میں پیدا نہ ہو تو اس کی محبت ناقص ہے بلکہ وہ دعوئے محبت میں جھوٹا ہے

گر طمع خواہد زمن سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

(شیخ مجددؒ۔ دفتر دوم، مکتوبات شریف، حصہ ہفتم مکتوب ۵۵، مطبوعہ امرتسر ۱۳۳۳ھ)

(۵) اپنے ایک دوسرے خلیفہ خواجہ میر محمد نعمان (م ۱۰۵۸ھ؍ ۱۶۴۸ء) کے نام تحریر فرماتے ہیں:۔

"عاشق جس طرح محبوب کے انعام میں مزہ پاتا ہے، اسی طرح اس کے ایلام میں بھی اسکو لطف آتا ہے، بلکہ ایلام میں اور زیادہ مزہ آتا ہے، کیونکہ اس میں حظِ نفس کا شائبہ نہیں ہوتا اور اس کی آرزو کو بھی دخل نہیں ہوتا۔ جب حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ، جو جمیل مطلق ہے، اس شخص کو آزار پہنچانا چاہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ بھی اس شخص کی نظر میں جمیل ہے، بلکہ اس میں اس کو لطف آتا ہے چونکہ اس جماعت (اعداء ومخالفین) کی مراد اللہ تعالیٰ کی مراد کے عین مطابق ہے اور یہ مراد اس مراد کے ظاہر ہونے کا دریچہ ہے، اس لئے یقیناً ان کی مراد بھی نظر کو بھلی اور اچھی معلوم ہوتی ہے اور اس میں لطف آتا ہے اور اس شخص کا عمل جو محبوب کے عمل کا آئینہ دار ہو، محبوب کے عمل کی طرح پیارا لگتا ہے، اور اس کا کرنیوالا اسی نظر کے وجہ سے عاشق کی نظر میں محبوب ہے عجیب بات ہے کہ اس شخص کی جانب سے جتنی جفائیں ہوتی ہیں، عاشق کی نظر میں وہ اتنا ہی زیادہ پسندیدہ ہوتا جاتا ہے، کیونکہ اس صورت میں وہ غضب محبوب کی پوری پوری نمائندگی کر رہا ہے۔ **اس راہ کے دیوانوں کا معاملہ نرالا ہے**۔ پس اس شخص کی بُرائی چاہنا اور اس سے بددل ہونا، محبوب کی محبت کے منافی ہے۔ کیونکہ وہ شخص تو فعلِ محبوب کے آئینہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس لئے جو لوگ آزار پہنچانے کے درپے ہیں وہ دوسری مخلوق سے زیادہ نگاہوں کو بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے دوستوں سے کہدیں کہ وہ تنگیٔ دل کو دور کریں۔ اور جو لوگ یا جماعت آزار کے درپے ہے اس سے بُرا سلوک نہ کریں، بلکہ اس کے فعل سے لطف اٹھائیں۔"

(شیخ مجددؒ۔ مکتوب شریف، دفتر سوم حصہ ہشتم۔ مکتوب ۱۵، مطبوعہ امرتسر ۱۳۳۳ھ)

اِن مکاتیب مقدسہ کے آئینہ میں شیخ مجددؒ کے کردار کی تابناکی کو بخوبی دیکھا جا سکتا ہے، تو دباختگی اور خود سپردگی کا یہ عالم ہے کہ جفاؤں میں بھی لذّت حاصل ہو سکتی ہے"۔

(ماخوذ)

ضروری اطلاع برائے خریداران الفرقان

مندرجہ ذیل خریداران کا چندہ ماہ مارچ ۱۹۶۲ء میں ختم ہے۔ آئندہ سال کا چندہ چھ روپے ۳۱ مارچ تک ارسال فرمائیں ورنہ ماہ اپریل کا شمارہ وی پی ہوگا اسے وصول فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ (مینیجر الفرقان)

نمبر خریداری	نام	سکونت	نمبر خریداری	نام	سکونت	نمبر خریداری	نام	سکونت
۱۰۵	ملک دوست محمد صاحب	بہاول نگر	۹۲۶	چوہدری فضل احمد صاحب	چک R.B	۱۴۲۶	شیخ شریف احمد صاحب فاروقی	سرگودھا
۱۵۷	ملک الطاف حسین صاحب	کبیر والہ	۹۳۳	تاج محمد صاحب	فقیر والی	۱۴۳۲	چوہدری غلام رسول صاحب	چک ۹۷ شمالی
۲۹۳	چوہدری غلام قادر خان صاحب	ڈیرہ اسماعیل خان	۹۴۳	حکیم ڈاکٹر محمد ایوب صاحب	سکنہ وجھ	۱۴۳۵	ماسٹر احمد علی صاحب طالب	ربوہ
۲۹۷	ڈاکٹر سید عبدالوحید صاحب	اسماعیل کوٹ	۱۱۷۷	صاحبزادہ عبدالحمید صاحب	ٹوپی	۱۴۳۷	محمد اسحق صاحب باجوہ	فورٹ عباس
۵۲۶	محمد رفیق صاحب	مدراس ۱	۱۱۷۸	فیض محمد خان صاحب	"	۱۴۳۸	ماسٹر غلام قادر صاحب	نارووال
۵۳۹	محمد یوسف صاحب احمدی	تربت مکران	۱۱۸۰	شیخ عبدالکریم صاحب	بدوملہی	۱۴۳۹	چوہدری محمد نواز خان صاحب	چک ۴۹۷ ج ب
۶۱۱	چوہدری نذیر احمد صاحب	منڈی بہاؤالدین	۱۱۹۱	چوہدری فضل الرحمن صاحب	چک ۱۱ جنوبی	۱۴۴۳	شیخ عبدالرحیم صاحب	شادباغ لاہور
۶۳۰	چوہدری صفدر جنگ ہمایوں صاحب	بنگلہ دیب	۱۱۹۳	چوہدری فضل الدین صاحب	ملیانوالہ	۱۴۴۵	نصرت سلطانہ صاحبہ	پشاور
۶۶۲	چوہدری عبدالغفور صاحب	جھنگ	۱۱۹۶	محمود احمد صاحب	جہلم	۱۴۴۶	فضل عمر صاحب	واہ کینٹ
۷۵۴	محمود احمد صاحب	کھیوڑہ	۱۲۰۳	منشی محمد سرور صاحب	طاہر آباد	۱۴۵۷	منیجر احمد آباد اسٹیٹ	ضلع تھرپارکر
۷۹۶	عبدالمجید ناصر صاحب	کراچی ۲	۱۲۱۲	چوہدری محمد خان مولا صاحب	شمس آباد	۱۴۶۰	کیپٹن سلیم احمد صاحب	اعظم پور
۹۲۱	چوہدری غلام احمد خان صاحب	عیسیٰ خیل	۱۲۱۷	ڈاکٹر محمد بشیر صاحب	نکیال		نوٹ :- بھارت کے احباب شیخ مسعود احمد صاحب امین	
۹۲۵	میر اللہ دتہ صاحب	لائلپور	۱۲۱۸	محمد صدیق صاحب	انگلینڈ		قادیان کے پتہ پر رقم بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ غیر ممالک	

معذرت و درخواست دعا

آئندہ شمارہ میں تفسیر خاتم النبیین پر چونکہ مبسوط مقالہ آرہا ہے انشاء اللہ۔ اور اس سے رسالہ کا حجم ڈیڑھ گنا ہو جائیگا اسلئے اس رسالہ موقع عا کے لئے فہرست معاونین شائع نہیں ہو رہی۔ **معذرت** کے ساتھ ہی جملہ احباب سے درخواست ہے کہ سب معاونین الفرقان کے لئے دعا فرمادیں۔ ان دوستوں کے لئے بھی دعا کی جائے جو توسیع اشاعت کے لئے کوشش فرما رہے ہیں۔ جزاھم اللہ خیراً۔

(ایڈیٹر)

الفــــردوس

انار کلی میں

لیڈیز کپڑی کیلئے

آپ کی اپنی

دوکان ہے

«الفــــردوس»

۸۵۔انار کلی۔لاہور

نور کاجل

آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
دنیا بھر میں بے نظیر
جس کے استعمال سے آنکھیں اور چہرہ خوبصورت اور پر کشش معلوم ہوتا ہے ۔ خارش ، پانی بہنا ، ناخنہ وغیرہ امراض چشم کا بہترین علاج ہے ۔ عورتیں اور بچے سب استعمال کر سکتے ہیں
—(قیمت فی شیشی سوا روپیہ)—

نور ابٹنہ

حسن کا نکھا اور دلہن کا سنگھار
چہرے کی کیل چھائیوں ، بدنما داغوں، مہاسوں اور مہین بال دور کرنے کے لئے بہترین ابٹنہ
—(قیمت فی پیکٹ ڈیڑھ روپیہ)—

نور آملہ

سر اور بالوں کیلئے مقوی سفوف
اس سفوف کے ساتھ سر دھونے سے بال گرنے بند ہو جاتے ہیں ۔ بال لمبے اور نرم ہوتے ہیں ۔ سکری بالکل دور ہو جاتی ہے ۔ دماغ تروتازہ ہو جاتا ہے ۔
—(قیمت فی پیکٹ ڈیڑھ روپیہ)—

تیار کنندہ

خورشید یونانی دواخانہ

گولبازار ربوہ

جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا اعتراف

ذیل میں ہم ایک اقتباس درج کرتے ہیں جس سے ظاہر ہے - کہ جماعت احمدیہ بھارت اور جماعت احمدیہ پاکستان کی مخلصانہ تبلیغی خدمات کا اعتراف دوستوں اور مخالفوں سب کو کرنا پڑتا ہے - یہ اقتباس لائل پور کے اخبار "المنبر" کا ہے جو ایک مخالف اخبار ہے - اسے بلاتبصرہ فاضل مدیر صدق جدید لکھنؤ نے شائع کیا ہے - اگر غور کیا جائے تو یہ سلسلہ احمدیہ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے - (ایڈیٹر)

"اس تحریک (تحریک جدید) کے تحت پاکستان، ھندوستان، جرمنی، امریکہ برد ... مسلم اور غیر مسلم ممالک میں قادیانی مراکز قائم ہیں اور وہ رات دن اس کو ... میں مصروف ہیں کہ عیسائیوں مسلمانوں اور دوسری اقوام کو قادیانی بنائیں -

یہ لوگ اس کام کے لئے زندگیاں وقف کرتے ہیں - اپنی اولادیں وقف کرتے ہیں - کتابیں چھاپتے ہیں ٹریکٹ شائع کرتے ہیں جلسے کرتے ہیں قریہ قریہ بستی بستی گھوم پھر کر قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں -

ہمیں ذاتی طور پر علم ہے کہ ۱۹۵۳ میں جب ہائی کورٹ میں پنجاب کے فسادات کی انکوائری ہو رہی تھی تو مسلمان جماعتیں اور افراد قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کے لئے مرزا غلام احمد صاحب کی کتابوں - خلیفہ محمود صاحب کی تحریروں سے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کے ثبوت پیش کر رہے تھے - اور ٹھیک انہی دنوں قادیانی جماعت کے ذمہ دار حضرات نے ہائی کورٹ اور انکوائری عدالت کے سر براہ جسٹس محمد منیر صاحب اور اس وقت کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد مرحوم کی خدمت میں قرآن مجید کا جرمنی یا ڈچ ترجمہ پیش کیا تھا - جو اس زمانہ میں شائع ہوا تھا - اور اس بنا پر مسٹر محمد منیر صاحب بار بار مسلمانوں کے نمائندوں سے سوال کیا کرتے کہ آپ لوگوں نے قرآن مجید کے کتنے تراجم غیر ملکی زبانوں میں کئے ہیں - اور آپکا نظم غیر مسلم اقوام کو اسلام سے آشنا کرنے کے لئے کیا کچھ کر رہا ہے -"　(المنبر - لائل پور بحوالہ صدق جدید ۱۶ فروری ۶۲ء)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا